کلام زرقا

کلام زرقا



بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ZARQA PUBLICATION'S INTERNATIONAL
Z International
Dr. Zarqa Naseem Ghalib
Chief Executive
92 300 4723764

ZARQA PUBLICATION'S INTERNATIONAL
Ali Raza Plaza, 2nd Floor, Room # 2, Defence Main Boulevard
Lahore Cantt. Cell: 0300-4723764 Office: 042-36625775
zarqanaseem_zn@gmail.com

ادب کی دنیا زرقا پبلی کیشنز انٹرنیشنل کی دنیا

لیگل ایڈوائزر
پروفیسر ایم اے غنی　　صلاح الدین ایڈووکیٹ

نوٹ! زرقا پبلیکیشنز انٹرنیشنل ایک معتبر ادارہ ہے یہ علمی و ادبی پروجیکٹ ہے، جس کا بنیادی مقصد معاشرے میں مطالعہ کے کلچر کو فروغ دینا اور نوجوان نسل کو کتاب کی طرف راغب کرنا ہے۔ خلوصِ دل سے کام کر کے معیار کو بلند رکھنا ہے اس اہم مقصد کے حصول اور معیاری کتب کی اشاعت کے لیے رابطہ کریں۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو آمین!

سرپرست اعلیٰ: اقبال راہی
چیف ایگزیکٹو: ڈاکٹر زرقا نسیم غالبؔ دیولی
ایڈوائزر پارٹنر: جاوید اے ورک
سینئر ایڈیٹر: منشاء قاضی
مینیجنگ ڈائریکٹر: یارُق نسیم

E-mail: zarqapublications9@gmail.com 0300-4133347



ڈاکٹر ماہا نسیم



انجینئر احمد نسیم



ایم، ڈی۔ یارُق نسیم

میری آنکھوں کے تارے ہی میرے جینے کے سہارے ہیں

میری ماہا، میرا یارُق، میرے احمد پیارے ہیں

کلامِ زرقا

شعری مجموعہ

ڈاکٹر زرقا نسیم غالبؔ

جملہ حقوق بحق شاعرہ محفوظ ہیں

نام کتاب	:	کلامِ زرقا
شاعرہ	:	ڈاکٹر زرقا نسیم غالبؔ
کمپوزنگ	:	ادارہ زرقا پبلیکیشنز انٹرنیشنل
اہتمام	:	دل سے دل تک ادبی آرٹ نگر
تزئین و آرائش	:	سلیم حیدر سلیم
پروف ریڈنگ	:	پروفیسر عدیم افتخار، تاثیر نقوی
پرنٹرز	:	زرقا پرنٹرز، لاہور
سرِ ورق	:	انجینئر احمد نسیم
سنِ اشاعت	:	اپریل 2025ء
ناشر	:	زرقا پبلیکیشنز انٹرنیشنل
تعداد	:	1000
قیمت	:	2000روپے

انتساب

اپنے ماں باپ، شوہر، بچے، سارے ادیبوں، بالخصوص والد محترم افتخار راجہ کی نذر کرتی ہوں جن کے ادھورے کام کو پورا کرنے کے لیے ادب میں قدم رکھا۔ اللہ ادب کو سلامت رکھے بندی خدا کو اپنے مقصد میں عزت و صحت کے ساتھ کامیاب کرے آمین۔

فہرست





کچھ اپنے بارے میں

علمی ادبی گھرانے کی بیٹی ہوں روحانیت گھٹی میں اور ادب وراثت میں ملا میری خوش بختی پیر دیول شریف جو میرے دادا حضور راجہ محمد اسلام کے دوست تھے میری پیدائش پر آپ تشریف لائے اور خود کہہ کر مجھے گھٹی دی نقیب اللہ شاہ صاحب سے بندی خدا کو فیض ملا ان کی تفصیلات کئی اخبارات کی زینت بن چکی ہے الحمدللہ سوچ کر شاعرہ نہیں بنی باپ کی الفت میں نو برس کی عمر میں چار مصرعے کہہ دیے۔

ملاحظہ فرمایے:

جسے میں ڈھونڈتی تھی دربدر
یہ بھول تھی میری ہو گا ادھر ادھر
وہ جا پہنچا ہے اس نگر
حیات کی جاتی نہیں کوئی ڈگر

اور بس ہو گئی شاعری شروع بچپن سے اللہ جی سے باتیں کیا کرتی تھی انگلش بولنے کا بڑا خبط ہوتا تھا انگلش میں اللہ سے باتیں کرنی وہ سب آج بھی محفوظ ہے میری کتاب ''ٹاک ویداللہ'' تخلیق ہوئی۔ شاعری نزول ہے تو قبول ہے ورنہ فضول ہے۔

لیکن اس کو سمجھنا بھی از حد ضروری ہے انسان ماں کے پیٹ سے سیکھ کر نہیں آتا بندی خدا نے بھی محنت کی سیکھا بہت کچھ سیکھنا ہے اور سیکھتی رہوں گی۔

جب تک یہ زندگانی ہے

جاری رہنی یہ کہانی ہے

حضرت علی علیہ السلام کا فرمان ہے جس نے ایک لفظ بھی سکھایا، بتایا وہ استاد ہے بندی خدا وسیع قلب ونظر سے کام لیتے ہوئے رقم کر رہی ہوں میرے اساتذہ میں شفاعت فہیم امروہی (انڈیا)، سید قمر زیدی، اقبال راہیؔ، جان کاشمیری، منشاء قاضی، سلیم حیدر سلیم بابا جنھوں نے شاعری کے عروض سے شناسائی کروائی۔ شفاعت فہیم بابا نے بحر کا بتایا، سید قمر زیدی صاحب نے مطلع، مقطع، غزل کہنا بتائی، سلیم حیدر سلیم بابا نے اوزان۔ اور ان ناموں کا ذکر بھی کروں گی جنھوں نے چلتے چلتے کوئی ایک ایسا لفظ بتا دیا کہ جس سے شاعری کی اصناف سے شناسائی ہو ان میں محترم اقبال راہیؔ، ڈاکٹر کنول فیروز، اکرم سحر فارانی اور وہ نام جنھوں نے کبھی میرے کسی ایک شعر کا مصرع درست کیا، ان میں سید مقبول زیدیؔ، فیروز ناطق کے نام شامل ہیں آپ سوچ رہے ہوں گے زرقا نے کتنے ہی نام گنوا دیے احباب یقین جانیے یہ لکھ کر جیسے بندی خدا سرخرو ہو گئی ہے کوئی بوجھ سر پر نہیں رہا میرا کلام میری پہچان ہے یہ اللہ کی عطا ہے لیکن جس نے بھی اس میں اپنے علم کا ایک لفظ بھی شامل کیا ہے سب بتا دیا۔ اقبال راہیؔ بابا جانی نے تین چار کلام میں اپنی پر خلوص عادت سے مجبور محبت کے پھول اس بیٹی پر نچھاور کیے یہ قرض تھا جو میرا فرض تھا ادا کرنا۔ صد شکر اللہ نے ساتھ

دیا اور سب سچ کہہ دیا آج تک بہت کہانیاں، نظمیں، مکالمے، افسانے، ڈرامے، کالم لکھے وہ سب اللہ کی عطا سے ہوئے اپنے دست قلم سے لکھے۔ شاعری میں تک بندی بچپن سے کر رہی ہوں اور بے شمار ڈائریز، کاپیاں، صفحات بھر چکی جو تقریباً سب موجود ہیں۔

معروف شاعر محترم نذیر قیصر کے ساتھ ساتھ کئی ادبی معروف شخصیات نے دیکھا آہستہ آہستہ سب منظر عام ہوگا کتب کی صورت میں جیسے جیسے وقت ملتا رہا سب کتاب میں تشکیل کرتی رہوں گی۔

کلام زرقا پر دنیا بھر سے معروف شعرا نے اپنے تاثرات رقم کیے ہیں جو سب کے سب اس میں شامل نہیں کر سکتے تھے کلام نظر نہیں آنا تھا اس لیے چند مخصوص کی مختصر تحاریر شامل کر دی ہیں باقی ایک اور کتاب ''زہے نصیب'' کے نام سے تشکیل دی ہے اس میں موجود ہے میرے لیے ان تمام شعراء کی تحاریر کسی سونے ہیرے سے کم نہیں یہ محبتیں ہی ایک قلمکار کا اثاثہ ہے جو بندی خدا کے نصیب میں آیا الحمدللہ جو حق سچ تھا بیان کر دیا مختلف اوقات میں جذبات احساسات بدلتے رہے کلام زرقا انہی کی تخلیق ہے پڑھ کر اپنی قیمتی آراء سے ضرور نوازیے گا اللہ آپ سب کو خوش رکھے۔ آمین

ڈاکٹر زرقا نسیم غالبؔ



غمِ ہجراں سے کلامِ زرقا تک

زرقا نسیم غالب سے میری ملاقات زیادہ پرانی نہیں مگر پہلی ہی ملاقات میں اس کی محبت نے دل جیت لیا۔اس پر پیار آیا،اس کا بات کرنے کا انداز اچھا لگا اور آہستہ آہستہ اس کے جوہر کھلتے گئے ادب شناس ادب پرور ذہین زرقا نسیم غالب جو بچپن سے کوئز مقابلوں میں حصہ لیتی رہی عملی زندگی میں داخل ہونے کے بعد اسے غمِ ہجراں سے گزرنا پڑا اور یہ غم ایسا غم ہوتا ہے جو انسان کی زندگی کے محور کو بدل دیتا ہے اور زرقا بھی اس کی بھول بھلیوں میں گم ہوگئی یکدم کئی ذمہ داریوں کا بوبھ اس پر آن پڑا اور دھنک رنگوں سے موتی پروتی زرقا کے لفظ آنسو کے موتیوں سے بھی سجنے لگے اور زندگی کا قرینہ بدل گیا رنگوں کے معنی بدل گئے۔

ڈرامے اور افسانے لکھنے والی زرقا کو دنیا کے بڑے سکرین پر ڈرامے دیکھنے کا موقع ملا اور ان ڈراموں نے اس کی زندگی کا رخ بدل دیا زندگی افسانہ بن گ ء اس بحرِ بیکراں میں خود کو ڈوبنے سے بچانے کے لیئے قلم کا سہارا لینا پڑا اس کی پہلی تصنیفات اسمائے حسنہ کے فضائل اور اسمائے محمدؐ کے فضائل مجموعہ وظائف اس کی حب۔ الٰہی اور حب۔ نبیؐ کی نشاندھی کرتے ہیں اور زمانے کے خدا جب سامنے آئے تو کرسی کے خدا جیسی کتاب وجود میں آئی سمتیں کیا کہتی ہیں معلوماتی کتاب اسٹیٹ لائف اور زرقا نسیم

تصنیف ذہانت کو عیاں کرتی ہیں شاعری جو اس کے اندر موجود تھی احساس کی تلخی سے اشکوں میں پروئے لفظ غزل اور نظم کا روپ دھار کر صفحہء قرطاس پر بکھرنے لگے اور زرقا نسیم غالب ادبی محفلوں میں بھی نظر آنے لگی خودی اور بندگی کے چراغ لیئے زرقا شاعروں کے اس پنڈال میں جہاں کوئی کسی کو نہیں مانتا اپنے بے لوث پن سے سب کو متاثر کرتی ھوئی کلام۔ زرقا تک آ پہنچی ہے اور کلام زرقا اب آپ کے ھاتھ میں ہے ہمیں فیصلہ کرنا ہے کہ ایک اور آبلہ پا جو شاعری کی اس کانٹوں بھری وادی میں آیا ہے وہ کس حد تک اس کا مقابلہ کر سکتا ہے اور دنیا میں اپنے وجود کو کیسے منوا سکتا ہے میری بے لوث دعائیں اس کے ساتھ ہیں اور مجھے امید ہیں کہ وہ اس سفر میں بھی بہت تیزی سے آگے بڑھے گی کامیابیاں اور منزلیں مقصود کو پا لے گی ان شاءاللہ بہت سی دعائیں

ڈاکٹر شہناز مزمل

مادرِ دبستان لاھور پاکستان

چیئرپرسن: سرائے انٹرنیشنل

125 ماڈل ٹاون لاھور

03004175692

2016ء



حجاب عباسی

زرقا نسیم اپنے اشعار میں جدت اور روایت کو ساتھ لے کر چلتی ہیں۔ اگر شعری ادب کی تعریف کریں تو وہ حال کا آئینہ، مستقبل کا اشارہ، ماحول کا مشاہدہ اور ظاہری حسن و جمال سے آراستہ ہونا ہے۔

زرقا نسیم کی شاعری میں خوش آئند دور کے اشارے ملتے ہیں۔ کسی کام کو توجہ اور تسلسل سے کیا جائے تو اس میں بتدریج بہتری آتی ہے۔ میں زرقا نسیم کو ان کے مجموعے کی اشاعت پر مبارکباد پیش کرتی ہوں

حجاب عباسی۔ کراچی

2016ء



روبیہ جیلانی

زرقا کی نظمیں فکراور فنی تخیل کی اعلیٰ خوبصورتی کا اظہار ہیں۔اس کی شاعری تال میل کے فن سے جوش وخروش اور لذت کو جنم دیتی ہے۔وہ انسانی عقل کے ساتھ فطرت،خوبصورتی اور جمالیات کو بھی پیش کرتی ہے۔

زرقا کے اشعار خوابوں کی دنیا میں پناہ نہیں لیتے بلکہ زندگی اور زندگی سے باہر کی حقیقتوں کا اظہار کرتے ہیں۔اس کی شاعری میں لفظوں کی تجدید ہوتی ہے۔کہیں اس کی نظمیں انسان کے ذہن کی کیفیت کا اظہار کرتی ہیں۔اس کی شاعری کے موضوعات۔ اس کے جذباتی جذبات فطرت کے بالکل قریب ہیں اور گہرے احساسات کو چند احتیاط سے منتخب کردہ الفاظ میں بیان کرتے ہیں جو انسانی دل اور روح کو سکون فراہم کرتے ہیں

روبیہ جیلانی

2024ء



ایسا سفر قبول میں کرتی نہیں کبھی
جو تیرگی میں دن کے اجالے نہ دے مجھے

یہ شعر ہے۔۔ڈاکٹر زرقا نسیم غالب۔کا۔۔جو پاکستان کی ایک باہمت، باصلاحیت، مہذب اور مودب بیٹی ہے۔۔جس نے ایک علمی و ادبی گھرانے میں آنکھ کھولی۔۔۔بچپن میں یتیمی اور جوانی میں بیوگی کے دکھ اٹھائے مگر ہمت نا ہاری۔
تعلیم مکمل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کی پرورش کے لیے روزگار کے وسائل بھی خود تلاش کیے۔۔۔قلم دوستی اور ادب پروری کے لیے اس نے دل سے دل تک ادبی تنظیم بنا رکھی ہے۔۔ایک پبلشنگ کا ادارہ بنا کر ادبی کتب کی اشاعت کا اہتمام کرتی ہے۔۔۔ اپنی شاعری اور نثر کی کئی کتب شائع کروا چکی ہے۔۔لاہور کے ادبی حلقوں میں اس کا نام اور کام سراہا جاتا ہے۔۔نعت کا ایک شعر ملاحظہ ہو

مری آنکھیں مدینے میں مرا دل ہے مدینے میں
کہاں جاؤں میں آخر ہے مری منزل مدینے میں

ڈاکٹر زرقا نسیم غالب کے چند اور اشعار ملاحظہ کیجیے:

جہاں قیام کیا تیری یاد ساتھ رہی
رہی سفر میں تو تیرا خیال مجھ کو رہا

قدر و قیمت جانتا تھا وہ میرے اخلاص کی

صاحب دل صاحب کردار ہوتا تھا کوئی

\-\-\-\-\-\-\-\-\-

حق بات کہے کوئی تو کہنے نہیں دیتے

خاموش بھی انسان کو رہنے نہیں دیتے

میری دعا ہے کہ اللہ ڈاکٹر زرقا نسیم غالبؔ کو مزید کامیابیوں اور عزت سے نوازے۔قلم اور علم میں برکت عطا کرے۔

خیر اندیش

نیلما ناہید درانی

10 دسمبر 2024



زرقا نسیم کی شاعری پر تبصرہ

یہ ہیں زرقا نسیم ۔۔ان سے پہلی ملاقات تنظیم 'راستی' کی طرف سے میرے اعزاز میں تقریب کے دوران ہوئی۔ بہت دھیمے لہجے والی اور خلوص و محبت کا پیکر خاتون محسوس ہوئیں۔زرقا ایک شاعرہ ہیں خوبصورت لکھاری ہیں۔ان کی شاعری میں وہ سب خیالات ہیں جن کا تعلق ذات یا کائنات سے ہے۔وہ محبت کے آئینے میں ہی کائنات کو دیکھتی ہیں۔گویا ان کی ذات محبت کا مجسم پیکر ہے۔اور محبت کے بارے میں ان کا لہجہ کہیں کہیں یاسیت اور اداسی سے پر نظر آتا ہے۔کہتی ہیں۔۔۔

اک مشکل حل ہوئی تو دوسری سر پر پڑی
بس اپنی کھٹنائیوں کی بسر اے زندگی

☆☆☆

یہ عورت ہے جو اپنے دل میں سب کا درد رکھتی ہے
جگر میں عشق کی گرمی لہجہ سرد رکھتی ہے

☆☆☆

اور محبت کی کرنیں ان کی ذات میں اتری ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ وہ عورت کو محبت کا دوسرا نام دیتی ہیں کہ ایثار، قربانی یہ تمام جذبے عورت کے لئے ہی بنے ہیں۔ مختصراً میں سمجھتی ہوں کہ ان کی ذات ان کی شاعری کا آئینہ ہے اور ان کی شاعری ان کی ذات کا آئینہ ہے۔ وہ اپنے لہجے کو رقت کا اسیر نہیں بننے دیتی ہیں۔ مجھے ان کی اسی ادا نے متاثر کیا۔ میری دعا ہے کہ زرقا اسی طرح لکھتی رہیں اور ادب وسماج میں اپنا حصہ ڈالتی رہیں۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

شہناز نقوی

2016ء



زرقا نسیم غالب کی شاعری

زرقا نسیم غالب کا مطلب ہے صبح کی ایسی خوشبودار اور چمکیلی روشنی جو سب پر غالب رہتی ہے۔ نام کا مفہوم کس قدر شاندار ہے۔ جب ملی میں ان سے کوئی سات آٹھ سال پہلے تو انہیں خاموشی تمکنت اور وقار کے لبادے میں لپٹے پایا۔ بات کی تو ادب و شائستگی نے دوستی کی راہ ہموار کی۔ پھر تو ہم گاہے بگاہے مختلف تقاریب میں اکھٹے ہوتے رہے اور ہم دوستی کی منازل طے کرتے رہے۔ پچھلے سال اگست میں زرقا اور فرحان میرے ہاں میرا انٹرویو کرنے آئے۔ تقریباً ہم پانچ گھنٹے اکھٹے رہے۔ جہاں انہوں نے مجھ سے بہت سے سوالات کئے۔ اور شاعری سنی۔ وہیں میں بھی ان کی دلچسپیوں، مصروفیات گھر اور بچوں کے بارے میں جان پائی۔ ماشااللہ دو بیٹے اور بیٹی ڈاکٹر لائق فائق اور ہونہار ہیں۔ شریک سفر ہمراہی، ہمراز اور جیون ساتھی کے اچانک چلے جانے سے زرقا ڈگمگا گئیں۔ تنہائی کی کرچیاں پاؤں زخمی کرنے لگیں۔ آنکھوں کی برسات تھمتی نہ تھی۔

زرقا کا شعر:

مت پوچھیئے گزرتی ہے کیا دل پر ہم نشیں

ہوتے ہوئے جدا کسی کو میں نے دیکھا ہے

بچے چھوٹے اور لمبا سفر۔ زرقا نے خود کو بچوں کی خاطر سنبھالا۔ پھر راستے ان کے پاؤں کے نیچے گرد بننے لگے۔ آنکھوں میں بچوں کی خوشیوں کے خواب سجنے لگے۔ یوں زرقا جو اٹھیں تو پہلے سے زیادہ پرعزم اور حوصلے کے ساتھ۔ بچوں کو منزلوں تک پہنچانے کے ساتھ ساتھ خود بھی بے حد مصروف ہوگئیں۔ کالم نویسی، شاعری، ادب، اپنا چینل، پرنٹنگ پریس تقاریب، انٹرویوز نہ جانے کیا کیا کرنے لگ گئیں۔ ادبی حلقوں میں انہیں بڑے ادب و احترام سے دیکھا جاتا ہے۔ خوش اخلاق ملنسار اور اپنے کام سے مکمل واقفیت رکھنے والی خاتون ہیں۔

اردو ڈائجسٹ، کھلونا اور شمع میں بچپن سے لکھتی رہی ہیں۔ ادب کے حوالے سے ہی ددھیال اور ننھیال کی طرف سے جو علمی و ادبی شخصیات سے ملاقاتیں ہوتیں زرقا ان میں شامل ہوجاتیں۔ یوں بہت سی قدآور شخصیات سے ان کی واقفیت ہے۔ انہوں نے بھی زرقا نسیم غالب صاحبہ کی خوب حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔

زرقا خیر سے اب تک ڈاکٹریٹ کی تین اعزازی ڈگریاں انٹرنیشنل یونیورسٹیز سے پا چکی ہیں جس کے لئے وہ مبارکباد کی مستحق ہیں۔

اب بات کرتے ہیں زرقا کی شاعری کی۔۔

زرقا نے صداقت اور حقیقت کی دھجیاں اڑتے دیکھیں تو یوں گویا ہوئیں۔

وہ جو میرا ذہن تصور نہ کر سکا
آنکھوں سے اپنی ہوتا ہوا میں نے دیکھا ہے



زرقا کا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے۔فرماتی ہیں:

میرا منشور محبت ہے نفرت نہیں زرقا

کسی مجبور کو نظروں سے گراؤں کیسے

نیک دل زرقا سب کے لئے اللہ رب العزت کے حضور یوں دست دعا ہیں۔

آج زرقا کے لبوں پر ہے دعا سب کے لئے

رحمتوں کی کھڑکیاں کھولے خدا سب کے لئے

زرقا کئی بار بیمار بھی ہوئیں جیسے کہ تمام انسان ہی کبھی نہ کبھی ہوتے ہیں۔مگر زرقا نے بیماری اور تندرستی پر بھی طبع آزمائی کرڈالی فرماتی ہیں:

تندرستی کا پتہ چلتا ہے بیماری کے بعد

ہوتی ہیں آسانیاں دنیا میں دشواری کے بعد

آج اکثر طاقت ور گنہگار کو سزا نہیں ملتی مگر کمزور اور ناتواں پر فرد جرم عائد کر کے سزا دی جاتی ہے۔اسی تکلیف سے گزرتے ہوئے زرقا کہتی ہیں:

بس اسی بات کا تو رونا ہے

مجرموں کو سزا نہیں ہوتی

میری دعا ہے اللہ زرقا نسیم غالب کو دین و دنیا میں کامیابیاں اور کامرانیاں عطا فرمائے۔صحت وسلامتی اور خوشیاں ملیں۔اہل خانہ سلامت رہیں۔آمین

شیریں گل رانا

2019ء



ممتاز ملک

ڈاکٹر زرقا نسیم غالب لاہور میں رہتی ہیں۔ایک ایسی شاعرہ جس کے کلام میں اسکے مشاہدات، اس کے تجربات اور اس کی دوسروں سے متعلق نیک خواہشات بولتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔

کہیں وہ کہتی ہیں

وہ بھی جو میرا ذہن تصور نہ کر سکا

آنکھوں سے اپنی ہوتا ہوا میں نے دیکھا ہے



وہ اپنی زندگی کے بہت سے صدمات کو لفظوں میں سمیٹتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔جس کا اظہار کچھ یوں کرتی ہیں۔

مت پوچھیے گزرتی ہے کیا دل پہ ہم نشیں

ہوتے ہوئے کسی کو جدا میں نے دیکھا ہے



زرقا نسیم کی شاعری ان کے دل سے نکلی ہوئی ایسی آواز سنائی دیتی ہے جو سننے والے کو خود پہ گزرے ہوئے حالات پر ادراک دیتی ہے۔ زندگی میں اپنے جیون ساتھی کے بہت جلد بچھڑ جانے کے دکھ کو وہ چاہیں بھی تو اکثر چھپا نہیں پاتیں۔ دنیا کی بے ثباتی، حالات کی ستم ظریفی اور پھر اپنے ایک مخلص پیار کرنے والے جیون ساتھی سے جدائی ان کی تحریروں میں جا بجا سنائی دیتی ہے۔ جیسے کہ

میری حرمت کا امانت دار ہوتا تھا کوئی
میرے گھر کی چھت میری دیوار ہوتا تھا کوئی

یا پھر یہاں دیکھیئے

وہ ہنس کے سارے رنج و غم اٹھاتا تھا
میری خود داری کا اہل کار ہوتا تھا کوئی

ایسے ہی اور بہت سے اشعار جو ان کے درد دل کو بیان کرتے ہیں۔ ان کی روح میں سمائے ہوئے اس کرب کو بیان کرتے ہیں جو انہیں جا بجا زندگی میں کہیں اپنوں سے ملے اور کہیں اپنے جیسوں سے۔ اگر میں یہ کہوں کہ ان کا وہ کلام جو میری نظر سے گزرا اس میں زیادہ تر حصہ اس کلام کا تھا جو انھوں نے اپنے جیون ساتھی کے نام کیا۔ اس کے ساتھ بیتے ہوئے اچھے لمحات کو بار بار یاد کیا اور اس کے بعد گزری ہوئی تنہائی اور درد کو بیان کرتے ہوئے شاید اس درد کو اپنے اوپر بار بار گزرتے ہوئے محسوس کیا تو غلط نہ ہوگا۔

جیسے کہ تم جو ملتے تھے مہک اٹھتی تھی میں
رات کی رانی بھی رانی تم سے تھی

یا پھر اس میں ملاحظہ فرمائیں:

میری سوچوں کا فقط مرکز تھے تم
میرے اس دل کی کہانی تم سے تھی

زرقا نسیم غالب نہ صرف ایک بہت اچھی شاعرہ ہیں بلکہ بہت اچھی دوست ہیں۔ مہمان نواز ہیں۔ اپنے بچوں کی ایک اچھی ماں ہیں۔ جنہوں نے انہیں بہترین تربیت کرنے کی ہر ممکن سعی کی اور اپنے بچوں کی کامیابی کی صورت اس کا پھل آج ان کے سامنے ہے۔

میری بہت سی دعائیں زرقا نسیم غالب کے لیئے۔ اللہ تعالی ان کی اس کتاب کو بہت پذیرائی عطا فرمائے اور انہیں دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین

ممتاز ملک ۔ پیرس فرانس

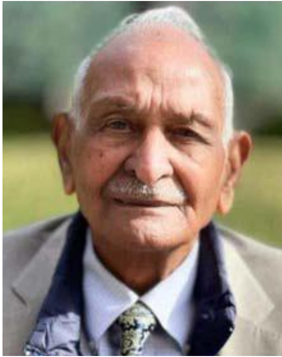
شاعر، کالم نگار، نعت خواں، افسانہ نگار،
کہانی کار۔ عالمی نظامت کار

2024ء



آپ کی شاعری حقیقت سے بھرپور اور
دل کو چھو جانے والی ہوتی ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر سعید الکریم ایوبی علیگ
سابق وی، سی علی گڑھ یونیورسٹی۔(انڈیا)

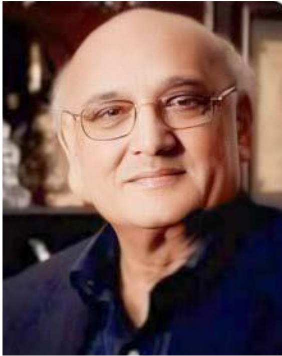


زرقا نسیم
ازخود شاعرہ ہیں

زرقا نسیم کو جانتے ہیں ہم
کنول فیروز کو مانتے ہیں ہم
(یہ وہ مصرع ہے جو ہم نے کہا اور شعر ہو گیا)

شاعرات میں بہت سی خواتین صاحب کتاب ہیں لیکن بہت کم خواتین ایسی ہیں جو ازخود شاعرہ ہیں ان میں زرقا نسیم کا شمار ہوتا ہے کئی بار ہماری ملاقات الحمراء ادبی بیٹھک میں ہوئی جب بھی ملاقات ہوتی ایک مصری کہہ کر زرقا نسیم کو مخاطب کرتا زرقا نسیم نے مصرع ثانی کہہ کر شعر مکمل کرنا یہ اس بات کی ٹھوس دلیل ہے کہ زرقا نسیم ازخود شاعرہ ہیں پیاری اور ملنسار بھی میری دعا ہے اللہ انہیں زندگی کے ہر میدان میں کامیاب کرے۔آمین

ڈاکٹر کنول فیروز



امجد اسلام امجدؔ

زرقا اس وقت بہت چھوٹی تھی جب میں راجہ صاحب اور اعظم خورشید کے پاس جایا کرتا تھا راجہ صاحب میرے عزیز ترین دوست تھے راجہ صاحب کی بے وقت موت نے ہم سب کو ہلا دیا تھا کہنہ مشق شاعر تو تھے ہی ادب پر بہت کام کر رہے تھے دردمند دل اور قربانی کے جذبے سے سرشار راجہ صاحب کی مہمان نوازی مشہور تھی تیکھے نقوش ٹھہر ٹھہر کر بات کرنا دھیما لہجہ راجہ صاحب کی شخصیت میں اور جاذبیت پیدا کرتے ڈی جی خان جب بھی گیا اعظم صاحب کی طرف ہی قیام کیا اعظم خورشید پی ٹی وی کی منفرد شخصیت تھی پہچان تھے شاعری اور ادب سے لگاو زرقا کے خون میں شامل ہے علمی ادبی گھرانے کی اس بچی نے اپنا خاندانی وقار قائم رکھا یہ دیکھ کر خوشی ہوئی ملنسار با ادب ہونے کے ساتھ ذہین و فیتن جمال میں کمال اخلاق میں اپنے خاندانی وصف لیے ہے آج یو ایم ٹی میں دوران تقریب جناب الطاف حسن قریشی کے ساتھ جب زرقا نے اپنا تعارف کروایا کہ وہ راجہ افتخار صاحب کی بیٹی ہیں تو میری آنکھوں میں وہ بیتے لمحے گھومنے لگے ان کی بے وقت موت کا درد ابھرنے لگا میری دعا ہے اللہ اس بچی کو بہت سی کامیابیوں سے نوازے اور راجہ صاحب، اعظم خورشید کی معغفرت فرمائے آمین۔

امجد اسلام امجدؔ



زرقا نسیم کی شاعری اور عمل

زرقا نسیم ایک حساس دردمند۔ دل رکھنے والی شاعرہ ہیں جن کی شاعری، محبت اور غزل کی تمام تر کلاسیکی خوبی سے چھلکتی ہے اور اس کے ساتھ زرقا نسیم کے شعری موضوعات انسانی اقدار کی پیامبری بھی کرتے ہیں۔ وہ عالمگیر انسانیت میں یقین رکھتی ہیں جو ہر اچھی شاعرہ کا وصف رہا ہے۔ شاعری، کالم نگاری کے علاوہ زرقا نسیم عملی زندگی میں بھی اپنے خیالات اور خوابوں کی تشکیل و تکمیل کے لئے بھی جدو جہد میں ہمہ تن مصروف رہتی ہیں۔ "دل سے دل تک" کے نام سے بنائی ہوئی تنظیم ان کے اسی عظم کا اظہار ہے جس جس کے ذریعہ وہ معاشرے میں ادب اور فنون لطیفہ کو ایک باعزت مقام سے ہم کنار کرنا چاہتی ہیں۔ زرقا نسیم کا یہ خواب پورا ہونے کی صورت میں نہ صرف شاعروں ادیبوں اور فنکاروں کو ان کا جائز مقام مل سکتا ہے بلکہ ہمارا معاشرہ بھی خوبصورت ہو سکتا ہے کیونکہ جس معاشرے میں شاعری موسیقی مصوری اور فنون ختم ہو جاتے ہیں وہ معاشرہ سنگدل اور بنجر ہو کے رہ جاتا ہے۔ آرٹس معاشرے کو گداز دل اور خوبصورت دماغ دیتے ہیں۔ اچھی شاعری کے ساتھ زرقا نسیم عملی طور پر جو اچھا کام کر رہی ہیں ہمیں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔

نذیر قیصرؔ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیٹی زرقا کے نام

پیاری بیٹی ! زرقا نسیم سراپا حیا صاحب انا پیکرِ عزم وفا سے میری ملاقات اس کے ایک شعر سے ہوئی جو کہ فیس بک میں جلوہ افروز تھا میں نے جب وہ شعر پڑھا تو محسوس ہوا کہ یہ شاعرہ جامع اور مرسع لکھنے والی ہے۔اس کا یہ شعر باعث شرف ملاقات ہوا۔ میں نے بھی ایک شعر سنایا تو اس نے ملاقات کا تقاضا کیا۔وہ شعر یہ تھا۔

کروں میں کیسے رفو میں اپنی زیست کا دامن

یہ تار تار ہے بیوہ کی اوڑھنی کی طرح

بہرکیف اس کے بتائے پتہ پر میں اس کے دفتر پہنچا تو اس کے حسن اخلاق نے مجھے بے حد متاثر کیا۔ اس نے اس قدر عزت افزائی کی سوسوچنے پر مجبور ہو گیا کہ نفسا نفسی کے اس دور میں ابھی بھی اخلاق زندہ ہے۔اس کا اخلاق اس بات کی غمازی کرنے لگا کہ یہ ایک عظیم ماں باپ اور بااخلاق خاندان سے وابسطہ ہے۔آہستہ آہستہ مراسم بحرِ بیکراں کی طرح وسیع وعریض اور عمین ہوتے چلے گئے۔اس نے پھر اپنے تعارف کو وسعت دیتے ہوئے بتایا کہ بزرگوں کی اس لئے عزت کرتی ہوں کہ میں نے اپنے باپ کو نہیں دیکھا بس ہر بزرگ میں اپنے باپ کا پرتو دیکھتی ہوں۔اس لئے ان کا احترام کرتی ہوں۔میری چھوٹی عمر میں شادی ہوگئی اور بہت جلدی وقت کے ظالم ہاتھوں نے میرا ہمسفر اور میرا مشفق

ساتھی مجھ سے چھین لیا۔ اس کے ساتھ ساتھ سانحے پر پیاری ماں کا مشفق سائباں بھی گیا اپنے داماد کی موت کا سن کر ماں بھی شہرِ عدم سدھار گئی۔ پھر کیا تھا میرے چارسو اندھیروں کو سوا کچھ نہیں تھا۔ وقت کی سنگلاخ راہوں پہ چلتی رہی اور تلخیوں کا پرعزم ہو کر مقابلہ کرتی رہی۔ ان کھردری اور پر پیچ راہوں پر چلتے چلتے آبلہ پا بھی ہوئی اس پر بھی وقت نے اکتفا نہیں کیا۔ اور میری راہوں خارِ مغیلدی بھی بچھائے لیکن خدا کا شکر کہ میرے پرعزم قدموں میں لرزش نہ آئی۔ میں نے اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کرتے ہوئے ان تھک محنت کی۔ حوصلہ نہ ہارا آہستہ آہستہ اپنی منزل کی طرف پیش قدمی کرتی رہی۔ میری منزل کا حدف دھندلا دھندلا نظر آنے لگا جوں جوں مسفت کرتی رہی خدا کے فضل سے دھندلکا ہٹتا گیا اور منزلِ مراد نفطِ ایقان میں بدل گئی میں پہلے بھی کلفتوں کے باوجود خدا کی عظیم ذات پر یقینِ محکم رکھتی تھی اور اب بھی ہے۔ اس میرے سوہنے رب نے میری تمام مشکلوں کو ااسان فرما کر مجھے معاشرے میں پروقار اور سرخرو کیا۔ میں اس کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے۔ میرے بچے بھی کامیابیاں اور کامرانیاں سمیٹ رہے ہیں۔ راقم الحروف اپنی بیٹی کا بے حد مشکور ہے کہ اسکی وساطت سے مجھے ایک عظیم انسان سے شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ اس عظیم ہستی کا اسمِ گرامی جناب قاضی منشاء ہے۔ وہ اس قدر عظیم ہیں اور صاحب ادراک ہیں کہ میں قلم اٹھا کر اگر خامہ فرسائی کروں تو مجھے لفظوں اور اپنے علم کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ میری دعا ہے کہ ہمیں ایسی شفیق ہستیوں کی شفقت میسر رہے۔

نئے سال کی آمد پر زرقا نسیم کی دو کتابوں پر تقریبِ رونمائی منعقد ہوئی اور زرقا نسیم کو اس قدر پذیرائی ہوئی جو کہ بیان سے قاصر ہے۔ ملتی بھی کیوں نا زرقا نسیم نے جو کام سرانجام دیا وہ نہایت ہی ایمان افروز اور مبارک ہے۔ اس نے ایک کتاب مین اللہ رب الوقت کے اسم مبارک اور دوسری کتاب مین شافع محشر ختم الرسل رحمۃ العالمین حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بابرکت اسم مبارک رقم کیئے۔ جو پوری آب وتاب جلوہ مگن

ہیں۔ یہ دو کتابوں ظاہری طور پر مختصر اور کم حجم رکھتی ہیں۔لیکن باطن میں ان دونوں کتابوں کا وزن اور حجم اتنا بڑا ہے کہ اس کے سائبان سے آسمان بھی شرما جاتا ہے اور اس قدر عمیق ہے کہ بحرِ بیکراں بھی اس کے آگے عافر لگتا ہے۔اس تقریب سعید میں پھر زرقا نسیم کی وساطت سے میری متاع زیست میں ایک انمول ہیرے کا اضافہ ہوا۔جس نے میرے قلب وجگر کو وہ ٹھنڈک دی ۔جس نے میرا قلم جتنی بھی تعریف رقم کرے تم ہے اور تشنہ نظر آئے گی پروفیسر ڈاکٹر عدیم افتخار قادری لاہوری اسی عظیم کا ندان کا چشم و چراغ ہے اور خوش نصیب بہن زرقا ن نسیم کا بھائی ہے۔اس کے قلب وجگر میں انمول خزانے محفوظ ہیں۔خدا میرے اس بچے کو عمر دراز دے۔تا کہ یہ لوگوں بنجر اذہان کو سراب کرے۔آمین ۔آخر میں اس عظیم خاندان کے ہر فرد کو داد تحسین پیش کرتا ہوں۔اور خدا سے دعا گو ہوں کہ ہماری بیٹی زرقا نسیم کے ستارہ اقبال کو اوجِ ثریا بخشے اور اسکی منزلیں آسان کرے۔ یہ دنیا دین اور آخرت میں سرخرو ہو اور اسکے ماں باپ کو خاص جنت نصیب ہو۔آمین

راقم الحروف

سلیم حیدر سلیم

نشتر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن



ایک انتھک ادبی خدمت گار

ادبی لٹریچر سے وابستہ شاعرات کی تاریخ بڑی پرانی ہے۔ پچھلے پچاس برسوں میں جو شاعرات منظرِ عام پر آئی ہیں انکی ایک طویل فہرست ہے۔ بعض شاعرات شہرت کی بلندیوں پر فائز رہنے کے بعد مُلکِ عدم سدھار گئیں لیکن انکا نام اور کام زندہ ہے اور جب تک دنیا باقی ہے زندہ رہے گا۔ بعض شاعرات نے اپنی محنت لگن اور جذبے کے بل بوتے پر شاعروں سے زیادہ نام کمایا جس میں امرتا پریتم، عصمت چغتائی، ادا جعفری، زہرہ نگار، کشور ناہید، فہمیدہ ریاض، شبنم شکیل، پروین شاکر، بشریٰ رحمان، نوشی گیلانی اور دیگر شامل۔ اس وقت جو شاعرات ہماری ادبی محافل کی زینت بنی ہوئی ہیں ان میں زرقا نسیم غالب کا نام پورے کروفر سے گونج رہا ہے ان میں ادب کی خدمت کا جو جذبہ اور لگن ہیا نہیں الفاظ کا جامہ پہنانا کم از کم میرے بس میں تو نہیں۔ وہ دکھی انسانیت کی خدمت کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہیں پھر ان کی یہ خوبی اچھے لفظوں میں لکھنے کہ قابل ہے کہ وہ ہر اہلِ قلم کی عزت کرتی ہیں انہیں اپنے سر آنکھوں پر بٹھاتی ہیں انہیں نے چادر ویلفیئر سوسائٹی کے نام سے ایک تنظیم کا اجرا کیا ہوا ہے جتنے بھلائی کے کام ہیں انہوں نے اسی چادر میں سمیٹے ہوئے ہیں اخلاقی اعتبار سے وہ ینسانی معراج کے اس منصب پر فائز ہیں جہاں ہر کس و ناکس کی رسائی ممکن نہیں۔ وہ شاعروں ادیبوں کی دل سے قدر کرتی ہیں اور ین کی خدمت کا کوئی

موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتیں۔

زرقا نسیم کو نام و نمود سے لگاؤ نہیں جیسا کہ آجکل کے لکھاریوں میں ہوتا ہے وہ از خود، خود کو نمایاں کرنے میں ہچکچاہٹ سے کام لیتی ہیں ایسی عادتوں سے درویشی کا دروازہ کھلتا ہے اور انسان اپنی منزل کو اپنے سامنے پاتا ہے۔ زرقا نسیم کو لوگ اگر عاجزی اور انکسار کا پیکر کہتے ہیں تو اسکا مطلب ہے کہ وہ اپنے لہجے کی شگفتگی کے باعث لوگوں کے دلوں میں بسیرا کرتی ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ادب ان کی گُھٹی میں شامل ہے اور ایسا ہی ہے۔ ان کے والد محترم اپنے وقت کے ممتاز شاعروں میں شمار ہوتے تھے ان کے برادر محترم پروفیسر ڈاکٹر عدیم افتخار قادری انتہائی پڑھی لکھی شخصیت کے مالک ہیں اور متعدد کتابوں کے مصنف ہیں زرقا نسیم کا گھرانا علمی ادبی گھرانا ہے جہاں سے علم و ہنر کے چشمے پھوٹ کر ادبی فضا کو سیراب کر رہے ہیں زرقا کو لکھنے پڑھنے کا شوق تب سے ہے جب انکے بچپن نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تھا اگر انہیں خاموش خدمت گار کہیں تو یہ بجا ہوگا۔ کم عمری میں وہ شادی کے بندھن میں بندھ گئی لیکن خدا کے کارخانے کے اپنے اصول ہیں یہ تعلق اسی وقت عمر بھر کے لئے ختم ہو گیا جب ان کے شوہر نامدار نے زمین سے رشتہ توڑ کر زمین کے یندر اپنا گھر بنالیا۔ زرقا نے ہمت نہیں ہاری امنے بچوں کی عمدہ پرورش کی اور ادب کی آبیاری بھی جاری رکھی اب زرقا نسیم بھولی بسری داستان نہیں رہی اب وہ ادبی افق پر کہکشاں کی مانند جگمگا رہی ہیں وہ علم کو پھیلانے کا بیڑہ اٹھائے ہوئے ہیں۔ اور ان نادار شاعروں ادیبوں کی کتابیں اپنے پلیٹ فارم زرقا پبلیکیشنز انٹرنیشنل سے شائع کرنے کا قصد کئے ہوئے ہیں۔ جو آٹے دال کے چکر سے نہیں نکل سکتے۔ یہ بھی عبادت کی ایک شکل ہے۔

زرقا نے اپنی محنت اور لگن سے جو کارنامے نمایاں انجام دیے ہیں ان میں زرقا کے قدردانوں مختلف اداروں اور یونیورسٹیوں سے انہیں ایوارڈ اور دیگر اعزازات سے بھی

نوازا ہے۔ زرقا نسیم نے اپنی ادبی مصروفیات باوجود اولاد کی تربیت کا بطورِ احسن خیال رکھا، بلکہ میرا خیال ہے کہ ان کے بچے ان سے بھی زیادہ قابلیت کے حامل ہیں۔

زرقا کی کئی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں اور کچھ کتابیں آنے والے دنوں میں آجائیں گی۔ زرقا کی خدمات کے سامنے یہ تحریر آٹے میں نمک کے برابر ہے اگرچہ انکی طبیعت بھی انہیں پریشان کرتی رہتی ہے۔ مگر ہمت کا دامن نہ چھوڑنے والے انسان ہی اس دھرتی کا گہنا ہیں۔

اقبال راہیؔ

سانده (۱۲ اکتوبر ۲۰۱۹)



زرقا کا کلام

زرقا کا حلقہءِ فکر وخیال پریوں کے دیس سے لے کر بھیس میں ملبہس صرف ان لوگوں کو دکھائی دے گا جو صاحبِ نظر بھی ہیں۔ اور صاحبِ دل بھی زرقا کا کلام ایسا کلام ہے اس کی تاثیر میں قاری ڈوب جاتا ہے۔ یہ مقام و مرتبہ کسی بھی شاعر و ادیب کو اس وقت حاصل ہوتا ہے۔ جب وہ ادب کے بارگراں کی فرض شناسی کے احساس کے بوجھ اور وجود گیر دلچسپی اور غیر معمولی لگن کا سرمایہ رکھتا ہو۔

اس قدر گوندھنا پڑتی ہے لہو سے مٹی
ہاتھ گھل جاتے ہیں تب کوزہ گری آتی ہے

زرقا کا کلام اپنے اندر تاثیر کے دریا اور گہرائی و گیرائی کے کئی عمیق غاروں کی تاریکی میں ستارہءِ صبح کی طرح چمک رہا ہے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ نے ادب کی ایک ایسی جامع تعریف کی ہے۔ اس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ ادب سے واسطہ لوگ ہی بہت بڑے انسان ہوتے ہی۔

ادب فنِ لطیف ہے جس کا موجع زندگی ہے اس کا مقصد اظہار ترجمانی اور تنقید ہے۔ اس کا سرچشمہ تحریک احساس ہے اس کے معاون اظہارِ تخیل اور قوتِ فخریہ میں اور اس کے خارجی روپ میں وہ حسین دراصل زرقا نسیم کی سرشت وخمیر میں شعر و ادب ہے۔

''کلامِ زرقا'' کے نام سے زرقا کا مجموعہء کلام لاتعداد شاعروں کے بے بہا دوادین میں خوبصورت اضافہ ہی نہیں ہے بلکہ یہ اپنی انفرادیت اور ندرت تک میں سب سے جدا ہے۔زرقا کے خون میں شاعری رواں دواں ہے کیونکہ آپ کے والد گرامی اللہ ان کی قبر کو جنت کے باغات میں سے ایک باغ بنا دے۔راجہ افتخار بہت اچھے شاعر ہی نہ تھے بلکہ ایک عظیم انسان تھے۔زرقا میں بھی وہی خوبیاں پائی جاتی ہیں جو آپ کے باپ میں تھیں۔زرقا بہت بڑی انسان ہے اور شاعرہ کا لاحقہ یا سابقہ میں سانوی حیثیت رکھتی ہے۔ خدمتِ خلق کے جذبات سی سرشار زرقا نسیم کے سامنے دکھی انسانوں کا درد کا درماں تلاشنا اور درد و دکھ کو بانٹنا عاند ہی نہیں عبادت ہے۔اس وقت زرقا کے کلام کی بات ہو رہی ہے۔اور اس کلام میں تاثیر موجود ہے۔زرقا کے کلام و انکسار میں آپ کیوالد کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔زرقا نسیم نے غزل میں طبع آزمائی کی ہے۔اور اس میں آپ کی طبع رواں ہے اور بہت کامیابی ملی ہے۔زرقا کا شمار بھی غزل کے میدان میں جدید بادہ پیماں میں ہوگا۔آپ کے کلام کو استاد شاعر اقبال راہی کی پسندیدگی کی سند بھی مل چکی ہے۔غلام حسین ساجد کی داد بھی زرقا کے قرطاسِ اعزاز پر موجود ہے۔

زرقا کو سرف ادب وشعر سے ہی محبت نہیں وہ شاعروں اور ادیبوں کے حالاتِ زندگی میں بھی شاعری کی حد تک خوشحالی دیکھنے کی متمنی ہے۔زرقا نسیم جہاں ایک شاعرہ ادیبہ اور مصنفہ ہیں وہاں وہ خود ہی پبلشر بھی ہیں۔زرقا کا کلام زرقا پبلی کیشنز ہی شائع کر رہی ہے۔زرقا کے کلام پر ملک کے بڑے برے شاعروں نے خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔
دعا ہے کہ ادب کے سفر میں اللہ تعالی مزید کامیابیوں سے ہمکنار کرے آمین۔

منشاء قاضی



مستند، سنجیدہ، باکردار، خوش گفتار شاعرہ

اچانک ایک بارونق اور پروقار تقریب میں اسٹیج پر بیٹھے بیٹھے میری نظر سامنے کی بھری بھری نشستوں پر پڑی۔ بہت سی معزز خواتین وحضرات میں دو آنکھیں مجھے بڑے اشتیاق، انہاک اور عقیدت سے دیکھ رہی تھیں یہ چہرہ میرے لئے اجنبی تھا لیکن تقریب کے اختتام پر جب اس نے احترام سے جھک کر بتایا کہ وہ زرقا نسیم ہے اور میرے مرحوم دوست راجہ افتخار کی بیٹی ہے تو مجھے بے پناہ خوشی ہوئی۔ جن دنوں میرے والد مرحوم کی گجرات میں پوسٹنگ تھی میں ان دنوں بلوچستان کے گورنمنٹ کالج نوشکی میں تعینات تھا اور میری تمام تعطیلات، گجرات، جہلم، کھاریاں، گوجرانوالہ، شیخوپورہ اور لاہور میں گزرتی تھیں۔ کھاریاں یا جہلم کے ایک مشاعرے میں خوبصورت اور وجیہہ شاعر افتخار راجہ سے ملاقات ہوئی پھر حاجی گل بخشالوی کی محبت کے طفیل راجہ جی سے یہ ملاقات جلد ہی دوستی میں بدل گئی۔ راجہ واقعی راجہ تھے، نہ کسی کی برائی نہ مذمت۔ نہ کسی کے مرتب ومنصب سے اختلاف۔ سب کو حسبِ مراتب بہت اِخلاق اور انکساری سے ملتے تھے، بولتے کم تھے، سنتے زیادہ تھے۔ دل کے سخی اور کشادہ دست تھے، باحوصلہ اور باظرف تھے اس لئے لوگ انہیں اپنا افتخار کہتے تھے۔ زرقا نسیم سے جب ملاقاتیں ہوئیں اور انہوں نے بتایا کہ بہت چھوٹی عمر میں ان کے والد اور ہمارے دوست افتخار کا انتقال ہو گیا تھا اور بڑی ہونے، گھر بار سنبھالنے، بال بچوں کو نکھارنے سنوارنے اور ساتھ ساتھ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے کٹھن

مراحل زرقا نے خود طے کئے تو مجھے ان پر رشک آیا۔ جیسا کہ سگے چچا کو اپنی بھتیجی کی کامیابیوں پر آنا چاہیے۔ زرقا نسیم میں وہ تمام خوبیاں بدرجہ اُتم موجود ہیں جو ان کے والد گرامی میں تھیں۔ انتہائی حساس، خوش اخلاق، باتمیز اور خوش گفتار وخوش لباس' اور بہترین شاعرہ ہیں شاعری انہیں وراثت میں ملی راجہ کی بیٹی ہیں شاعری تو ہونی تھی۔ اب تک زرقا سے جتنی بھی ملاقاتیں ہوئیں، جتنی باتیں ہوئیں ان سے ہمارا موضوع اگرچہ ادب اور ادبی دنیا رہا مگر میں نے اِن کے منہ سے کسی کی برائی نہیں سنی۔ ہر ادیب، شاعر اور صحافی کا ذکر ہمیشہ انہوں نے عزت واحترام سے کیا۔ نہ کوئی شکوہ، بس احترام ہی احترام، محبت ہی محبت، غالباً یہی وجہ ہے کہ شہر کی ہر تقریب میں انہیں اہتمام واحترام سے بلایا جاتا ہے اور محبت سے سنا جاتا ہے۔ انہوں نے (دل سے دل تک) اور (چادر ویلفیئر سوسائٹی) کے نام سے دو سماجی اور ادبی تنظیمیں بھی قائم کر رکھی ہیں۔ زرقا پبلی کیشنز کا آغاز بھی کر دیا ہے اور ساتھ ہی اپنا ٹی وی چینل بھی شروع کر دیا ہے۔ میں نے غور کیا کہ اتنا کام وہ کیسے کر لیتی ہیں، تو ان کے شب و روز کی محنت دیکھ کر اندازہ ہو گیا کہ وہ ترتیب وار سارے مراحل بخوبی شیڈول کرتی ہیں اور بروقت سرانجام دیتی ہیں۔ یہ بھی دیکھا کہ زیادہ تر بزرگ اور سنجیدہ لوگ ہی ان کے اردگرد ہوتے ہیں۔ جو اپنے اپنے شعبوں میں اپنی ساکھ اور نام کے حوالے سے معتبر ہیں۔ تب مجھے یہ قولِ زریں یاد آیا کہ انسان اپنے دوستوں کے زریعے پہچانا جاتا ہے۔ زرقا کی نظر انتخاب صرف مستند، سنجیدہ، شائستہ اور باکردار لوگوں پر پڑی ہے خواہ وہ خواتین ہوں یا مرد وہ سب کے ساتھ احترام کے رشتے میں جڑی ہوئی ہے۔ اللہ نے اسے اخلاق کے ساتھ زبان بھی شیریں عطا کی ہے اور یہ اس کی خوش گفتاری کا نتیجہ ہے کہ لوگ ہمیشہ اِن کی تعریف کرتے ہی کرتے ہیں۔ عملی زندگی میں شاعرہ، ادیبہ اور خوش کن نعت خواں ہیں اور محافل ادب میں نہایت مودب اور مہذب سامعہ ہے۔ میں نے نہیں دیکھا کہ وہ کسی محفل کے درمیان کسی سے خوش گپیوں میں مصروف ہوں اور اسٹیج پر کوئی اپنا کلام سنا رہا یا خطاب کر رہا

ہو وہ پورے انہماک، اشتیاق اور دلچسپی سے بغور ہر بات سنتی ہے اور اپنی نشست پر پہلو بدلتی ہے نہ اکتاہٹ کا اظہار کرتی ہے۔ جبکہ اکثر و بیشتر محافل میں ہماری اکثر خواتین وحضرات بہت جلد اپنے دلی جذبات کا عکس اپنے چہرے یا حرکات وسکنات سے ظاہر کر دیتے ہیں۔ اس کا ایک مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ بہت کچھ سیکھ چکے ہیں اور اب انہیں مزید کچھ سیکھنے کی ضرورت نہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ سیکھنے کی ضرورت ساری زندگی رہتی ہے اور قدم قدم پر رہتی ہے۔ جو سیکھنا چھوڑ دیتا ہے تو گویا ایک قدرتی جاری عمل کو اپنی جانب سے قطع کرنے کی گستاخی کرتا ہے۔ جب کہ زرقا کبھی ایسا نہیں کرتیں اس لئے اِن کا سفر فطری اور قدرتی انداز میں جاری اور قرائن سے صاف ظاہر ہے کہ وہ نہ صرف آگے بڑھتی رہیں گی بلکہ اپنی منزل مراد کا وہ مطلوبہ شخصیت ہوں گی جنہیں خود منزل تلاش کرتی ہے۔ ایسے لوگ کمیاب ہیں بلکہ نایاب ہیں اور اگر دستیاب ہیں تو ہمیں ان کی قدر کرنی چاہیے۔ ان کا احترام کرنا چاہیے ان کی حوصلہ افزائی اور پزیرائی کرنی چاہیے اور ساتھ ہی غالب کے اس شعر کے ساتھ دعا دینی چاہیے:

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے دن ہوں پچاس ہزار

اعتبار ساجدؔ



زرقا نسیم کیلئے

اردو شاعری میں رنگ برنگی آوازوں کا میلہ لگا ہے اور ہر آواز اپنی ندرت کے بل پر اپنی شناخت چاہتی ہے مگر مشکل یہ ہے کہ اردو شاعری کے یک رنگ بہاؤ میں اپنا رنگ الگ پیدا کرنا بہت مشکل اور محنت طلب کام ہے کہ اس کے لیے روایت اور ہم عصر شعری مکاشفات سے آگاہ ہونے کے علاوہ زبان و بیان پر قدرت اور فکر استقام کی حیثیت بنیادی ہے اور ظاہر ہے یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ زرقا نسیم کو نام ونمود اور شعری کائنات کو سر کرنے سے کوئی غرض نہیں کیوں کہ اس کی شاعری کی نسبت تاریخ ادب میں نام پیدا کرنے سے نہیں اپنے کومل جذبوں کا بے ساختہ اظہار کرنے سے ہے۔ شاعری اس کے لیے اظہار ذات کا وسیلہ ہے اور اسے وہ انتہائی سادگی اور جذبے کے براہِ راست اظہار کے ذریعے دوسروں تک پہنچانے کی سعی میں مصروف ہے۔ یعنی یہ دل سے کی جانے والی شاعری ہے اور دل والوں کے لیے ہے۔ اس لیے اس میں جذبے کی شدت اور زندگی سے جڑی حقیقتوں کا رنگ بہت گہرا ہے جو قاری کے دل پر براہ راست اثر کرتی ہیں اور شاعرہ کے، جذبے کی صداقت کا اعتراف کرتی ہیں۔

زرقا نسیم کی شاعری کی دوسری تخصیص اس کا اصلاحی پہلو ہے۔ وہ زندگی کی سچی اور قابل تقلید قدروں کی ترجمان ہیں اور اپنی شاعری اور عمل کے ذریعے انہیں فروغ دینے کی کوشش میں لگی ہیں۔ یہ روش ان کی اس کتاب کا بھی حوالہ ہے اور اس طرح وہ اپنے کلام کی مقصدیت کے باعث اپنی ہم عصر شاعرات میں منفرد قرار پاتی ہیں۔ میں ان کی کتاب کا کھلے دل سے استقبال کرتا ہوں اور ان کی کامیابی اور مقبولیت کے لیے دعا گو ہوں۔

غلام حسین ساجدؔ



اپنی بیٹی زرقا نسیم کے نام

اپنی بیٹی زرقا نسیم کے بارے میں کیا اپنے تاثرات رقم کروں؟ اسی کے جملے سے ابتدا کرتا ہوں کہ وہ اکثر مجھے کہتی ہے ک میرے بابا صرف میرے حیدری بابا ہیں، باپ بیٹی کا رشتہ تمام۔ پس میں نے اسے بہت قریب سے دیکھا ہے۔

وہ سلیقہ مندی و معاملہ فہمی اور احساس کی ایک خوبصورت مثال ہے۔ عاجزی و انکساری اس میں کوٹ کوٹ کے بھری ہوئی ہے۔ محنتی، بہت ہی مخلص، طبیعت سادہ اور چہرے پر بھول پن اور شرافت اس پر ختب ہے۔

زرقا نسیم غالب ادیبہ، مصنفہ اور ایک اچھی شاعرہ بھی ہیں۔ ملک کے علمی اور ادبی حلقوں میں جانی پہچانی جاتی ہیں۔ مشاعروں میں اپنے اشعار سنا کر خوب داد سمیٹتی ہیں۔ کالم نگاری بھی کرتی ہیں۔ جو کچھ آج تک لکھا اس پر انہیں بہت پزیرائی ملی ہے۔ یہ ادبی گروؤں سے بیحد پیار کرتی ہیں۔ نامور ادیبوں، شاعروں، صحافیوں، فنکاروں اور علماء دین کی بڑی ہی قدردان ہیں۔

زرقا کا صوفیاء کرام سے ایک خاص روحانی تعلق ہے۔ وہ درگاہوں پر باقاعدگی سے حاضری دیتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہر حال میں راضی اور اللہ کا شکر ادا کرتی رہتی ہے۔ ان صفات کے ساتھ ساتھ زرقا کے اندر ایک سماجی کارکن (ایدھی) چھپا ہوا ہے جو

دوسروں کے دکھ سن کر بے قرار ہو جاتا ہے۔ یہ ایک ہمدرد عورت ہے۔ یہ کبھی کسی کو دکھ میں نہیں دیکھ سکتی۔ جہاں تک ہو سکے دوسروں کے غم و دکھ میں شریک ہوتی ہے اور اسکا دکھ درد دور کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ رب العزت کی قسم میں نے سنا اور دیکھا کی وہ گرتے ہوؤں کو تھامتی ہے۔ بڑی خاموشی سے حاجت مندوں کی دستگیری کرتی ہے۔

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر

خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر

زرقا آپ کو اللہ تعالیٰ صحت والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین آمین ثم آمین

دعا گو

ڈاکٹر حیدری بابا

سرائے امن



متحرک شخصیت ڈاکٹر زرقا نسیم غالب

جب بھی کبھی میرے ذہن میں متحرک شخصیات کا خیال آیا تو ایک شخصیت کا خاکہ میرے ذہن میں ابھر کر سامنے آگیا اور وہ خاکہ کسی اور کا نہیں تھا خالی خالی شخصیات ایسی ہیں جو متحرک ہیں ادبی میدان میں سماجی میدان میں معاشرتی میدان میں عملی طور پر متحرک شخصیت واضح طور پر یہ خاکا ڈاکٹر زرقا نسیم غالب کا تھا بیک وقت ہر میدان میں کھڑی مجھے یہی نظر آئیں ایک شعر میرے والد صاحب (سید شفاعت علی بخاری) نے میری آٹو گراف بک میں مجھے لکھا تھا:

نامی کوئی بغیر مشقت نہیں ہوا
سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

اس شعر کی تشریح محترمہ ڈاکٹر زرقا نسیم غالب کی شخصیت دیکھی تو مجھ پر واضح ہوگئی ایک معصوم بچی چھوٹی عمر میں یتیم ہوگئی وہ کن اذیتوں سے گزری یہ تو وہی جانتی ہے یا وہ جانتے ہیں جو ایسے حالات سے گزرے ہوں۔ بے رحم حالات کے پھیرے اور ظالم سماج کا نا ختم ہونے والا ظلم عزیز و اقارب کے نشتر انسان کا جینا دو بھر کر دیتا ہے اور خاص کر معصوم اور حساس طبیعت میں انسان کے لیے بہت مشکل ہو جاتا ہے نارمل رہنا وہی لوگ سمجھ پاتے ہیں جن کو خدا پر پختہ یقین ہوتا ہے یہاں پر مجھے اپنا ایک شعر یاد آرہا ہے:

پڑے مشکل اگر کوئی تو ہنس کر ٹال دیتا ہوں
میں اپنی مشکلوں کو مشکلوں میں ڈال دیتا ہوں

پھراس کے بعد خزاں رسیدہ چمن میں بادِنسیم کا جھونکا ڈاکٹر زرقا نسیم غالب کی زندگی میں داخل ہوتا ہے کم عمری میں نسیم جو کہ پیشے کے لحاظ سے انجینئر تھے ان کے ساتھ شادی ہو جاتی ہے ظاہر ہے کہ انجینئر خاوند کی عمر بڑی تھی کچھ دیر خوش اسلوبی کے ساتھ زندگی گزاری دو بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہو گئے اور چھوٹے ہی عمر میں بے ہودگی کا غم سہنا پڑا اور وفا شعار بیوی کے بعد اس پر ماں کی ممتا کی بھاری ذمہ داری آ پڑی جو کہ اس نے نہایت احسن طریقے سے نبھائی اپنے آپ کو ایک عظیم ماں ثابت کیا بچوں کی تعلیم و تربیت میں اپنی تمام تر کاوشیں بھرپور انداز میں سرانجام دیں اس محنت کا پھل خدا نے اس کو دیا ایک بیٹا جینیر ہے بیٹی ڈاکٹر ہے اور چھوٹا بیٹا کامیابی سے اپنا کاروبار چلا رہا ہے خدا کسی کی محنت کو رائیگاں نہیں جانے دیتا وہ بندوں کو ان کی محنت سے زیادہ دیتا ہے

مالی دا کم پانی لانا تے بھر بھر مشکاں پاوے
مالک دا کم پھل پھل لانا لاوے یا نا لاوے

مالک بندوں کی نیت دیکھتا ہے لگن اور محنت دیکھتا ہے موصوفہ کی نیت صاف لگن میں ہر وقت مگن اور ان تک محنت عیاں ہے اسی لیے ہر میدان میں کامیاب و کامران ہے۔

فراست بخاری



بہادر، محنتی اور باحیاء بیٹی زرقا نسیم

تاثیر نقوی

ادبی کی دُنیا میں بڑی بڑی قدآور معتبر شخصیات نے منفرد اسلوب و کردار سے اپنا مقام بنایا ہے۔ جن میں اساتذہ اور قیامِ پاکستان کے بعد حفیظ جالندھری، جوش ملیح آبادی، احمد ندیم قاسمی، فیض احمد فیض، احسان دانش، ناصر کاظمی، منیر نیازی، احمد فراز، پروین شاکر اور دیگر معتبر نام شامل ہیں۔ جنھوں نے ادب کی ترویج و ترقی میں اپنا نمایاں کردار نبھایا۔ لیکن یہ سلسلہ آج بھی افتخار عارف, فرحت عباس شاہ, ڈاکٹر پیرزادہ قاسم, ڈاکٹر سعادت سعید اور دیگر شخصیات کے زریعے جاری ہے جبکہ سائبان تحریک کے روحِ رواں جناب حُسین مجروح کتاب کلچر کو فروغ دینے کے حوالے سے آج کل ادب کی ترویج و ترقی میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔

موجودہ دور میں بھی شاعر, ادیب اور فنونِ لطیفہ سے مُنسلک ہستیاں اپنے کردار اور تجربات سے علم و ادب کی شمع کو روشن کیئے ہوئے ہیں۔ ایسے ہی باہمت اور معتبر افراد میں ایک نام ہماری جواں ہمت شاعرہ، ادیبہ، مصنفہ، کالم نگار اور ہماری بیٹی زرقا نسیم غالب کا بھی شامل ہے جس کا تعلق ایک علمی و ادبی گھرانے سے ہے۔ اِن کے والد جناب افتخار راجہ معروف شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ دنیائے علم و ادب کا ایک معروف نام تھے۔

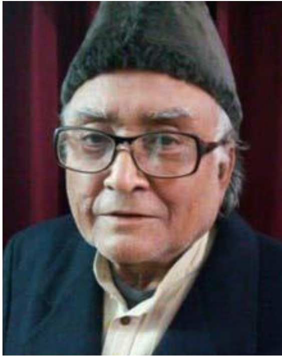
زرقا نسیم غالب ایک باہمت، حوصلہ مند اور بہادر خاتون کا نام ہے جس نے بہت چھوٹی

سی عمر میں ہی صدموں کے باعث پیش آنے والے مسائل کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ عین عالمِ شباب میں خاوند کے انتقال کے بعد زرقا نے اپنے تین بچوں کی تعلیم وتربیت کے ساتھ اپنی تعلیم جاری رکھی اور شعروشاعری سے شغف رکھتے ہوئے شعر کہنا شروع کیئے جس کا زوق بلاشبہ اُنھیں ورثے میں ملا' جو اِس ماحول نے ہمیں ایک محنتی اور باصلاحیت شاعرہ' ادیبہ اور کالم نگار زرقا نسیم غالب سے متعارف کروایا۔ جو آج محنت اور لگن کے باعث اپنے فن کی بلندیوں پر نظر آتی ہے۔ زرقا نسیم اپنی عملی زندگی میں اسٹیٹ لائف انشورنس سے بھی تعلق قائم رکھے ہوئے ہے جس نے اُنہیں اعتماد اور ترقی کی منازل تک پہنچایا, اور اِس کے ساتھ ہی اپنے بچوں کی پرورش ماں کے ساتھ باپ بن کر اچھے انداز میں کی۔ جو آج ماشاءاللہ بیٹی ڈاکٹر ہے اور بیٹے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنی تمام توجہ کاروبار پر مرکوز کیئے ہوئے ہیں۔ زرقا نسیم نے شعروادب سے تعلق ہونے کے ساتھ سماجی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور آجکل چادر ویلفیئر سوسائٹی کی چیئر پرسن ہے۔ جبکہ اِس کے علاوہ زرقا پبلی کیشنز انٹرنیشنل کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ بھی کامیابی سے چلا رہی ہیں۔ اور اِس کے ساتھ "دل سے دل تک" کے پروجیکٹ کا عزم لیکر نکلی ہے جس میں مختلف شعبہ ہائی زندگی سے تعلق رکھنے والی شخصیات کو اکٹھا کر کے عزت و احترام سے اُن کو مقام دینا بھی شامل ہے اللہ کریم زرقا بیٹی کے اِس نیک عمل کو عزت نصیب کرے۔ آمین

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اُن کی ادبی و علمی خدمات اور دلچسپی کو دیکھتے ہوئے رائل امریکن یونیورسٹی کی طرف سے پروفیسر ڈاکٹر ٹونی جاوید اور کینیڈا سے پروفیسر ڈاکٹر شاہینہ کشور نے زرقا نسیم غالب کو دیگر مما لک کے صدور اور پاکستان کے وزیرِ اعظم عمران خان کے ساتھ ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری سے نوازا' جو واقعی قابلِ فخر امر ہے۔ یہاں یہ بات بھی باعثِ فخر وانبساط ہے کہ پروفیسر ڈاکٹر زرقا نسیم غالب کئی کتابوں کی مصنفہ بھی ہیں۔

حال ہی میں اُنھیں اعزازی ڈگری ملنے پر لاہور کی تنظیموں چنن رائٹرز فورم، گلوبل رائٹرز یونیٹی اور نوائے قلم نے اُن کے اعزاز میں خوبصورت اور شاندار تقریب کا انعقاد کیا مگر راقم اور ممتاز فی البدیہہ اُستاد شاعر جناب اقبال راہی ناسازئ طبیعت کی وجہ سے اِس میں شریک نہ ہو سکے جس کا قلق ہے لیکن اِن چند الفاظ کے ذریعے اپنی خوشی کے اظہار کے ساتھ بیٹی پروفیسر ڈاکٹر زرقا نسیم غالب کو مبارکباد کے ساتھ آئندہ زندگی میں مزید کامیابیوں کی ڈھیروں دعاؤں کا تحفہ پیش کرتا ہوں۔

تاثیرؔ نقوی



زرقا کی شاعری ایک جائزہ

شفاعت فہیم امروہا

دہلی کے تاراج ہونے کہ بعد میر دلی سے نکالے گئے لکھنو گئے اور وہاں وہ کس کرب سے گزر رے ہوں گے کہ انہیں یہ کہنا پڑا:

کیا بود و باش پوچھو ہو پورب کے ساکنوں
ہم کو غریب جان کے، ہنس ہنس پکار کے
دلی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب
رہتے تھے منتخب ہی جہاں روزحار کے
اس کو فلک نے لوٹ کے ویران کر دیا
ہم رہنے والے ہیں اسی اجڑے دیار کے

لیکن میر کے سبب لکھنو کو ادبی معراج مل گئی اور لکھنو ادب کا مرکز بن گیا' بڑے بڑے ادباء وشعراء کو اس خطے نے جنم دیا۔ آتش وناسخ اور انیس و دبیر جیسے باکمال شعراء لکھنو کی ہی دین ہیں، مزید مصحفی جیسا عظیم شاعر بھی لکھنو کو مسکن بنانے پر مجبور ہو گیا۔

پھر وہ وقت آیا کہ لکھنؤ میں بھی ادبی شطرنج کے شاہ کو مات کھانی پڑی اور دیگر شہروں سمیت کچھ مہرے حیدر آباد کچھ رامپور پہنچ گئے بڑے بڑے شعراء نے رامپور کو صدر

مقام بنایا، مگر وقت نے پھر کروٹ لی اور یہاں سے بھی صدر مقام کو ہجرت کرنی پڑی تو کراچی اور لاہور کو اردو کا مرکز دبستان بننے کا فخر حاصل ہوا۔ آج کراچی اور لاہور دونوں شہر زنان کے ایک اسکول کی حیثیت کے حامل ہیں۔ لاہور نواح کے پانچ پانیوں کے ذائقے نے زبان و ادب میں ایک نئی چاشنی پیدا کر دی بڑے بڑے ادبی سورما لاہور نے ہی عنایت کیئے جن کی ایک طویل فہرست ہے، اردو والے اس پر جتنا فخر و مبایات کریں کم ہے زرقا نسیم بھی اس مہکتے ہوئے گلستان کی ایک نوخیز کلی ہیں' اس غنچہ کم شگفتہ نے ابھی کچھ عرصہ قبل ہی اپنی شعری مہک سے مشام ادب کو معطر کرنا شروع کیا ہے لیکن بہت جلد ایک بڑے حلقہ ادب کو مہکا دیا اور ایک عدد شعری مجموعہ کی مصنف ہونے کا شرف حاصل کر لیا۔ جبکہ اس سے قبل انکی نثری کتب آ چکی ہیں۔

زرقا نسیم کی شاعری میں حالاتِ حاضرہ پر بھرپور تبصرہ بھی ہے اور نسوانی آواز کی مکمل نمائندگی بھی، مجھے بہت حیرت آمیز خوشی ہے کہ انہوں نے اتنی جلدی شہرت کا زینہ طے کر لیا اور بامِ عروج تک پہنچ گئیں، میں ان کو اس کامیابی اور اس کتاب کی اشاعت کے لئے تہہ دل سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

نمونہء کلام:

میری حرمت کا امانت دار ہوتا تھا کوئی
میرا گھر چھت میری دیوار ہوتا تھا کوئی

☆☆☆

انسانیت کا جس میں بھلا ہو وہ کام کر
اپنے بڑوں کا حد سے سوا احترام کر

☆☆☆

زرقا یہ بزمِ ناز ہے خاموش ہی رہو
ملتی ہے بولنے کی سزا میں نے دیکھا ہے
وہ دور آ گیا ہے کہ اہلِ کتاب کو
کہتے ہوئے سزا کو جزا میں نے دیکھا ہے



کبھی زرقا سے بھی آ کر کسی ہمدرد نے پوچھا؟
بہاروں میں بھی تو کیوں اپنا چہرہ زرد رکھتی ہے



تو نے زرقاؔ کو ستایا ہے بہت ہر موڑ پر
تو اگر ایسی ہے تو پھر ڈوب پر اے زندگی



آخر میں، مَیں خداوند تعالیٰ سے دست و دعا ہوں کہ زرقا نسیم غالب کی یہ کاوش پسندیدہ ءِ خاص و عام ہو اور وہ مزید ترقیاں کریں نیز ادب میں اپنا ایک اہم مقام بنانے میں کامیاب ہوں۔ آمین ثم آمین

شفاعت فہیم امروہا

بتاریخ ۲۲ اگست ۲۰۱۹



زرقا نسیم اور اسکی پسندانہ شاعری

شاعری ذریعہ اظہار سچ ہے سچ حقیقتاً کڑوا ہوتا ہے کڑواہٹ نا قابل برداشت ہوتی ہے زرقا نسیم صاحبہ نے شاعری میں سچ کا سہارا لے کر خوامخواہ منافقت سے مخالفت مول لے کر لوگوں سے مفت دشمنی مول لے لی ہے زرقا نسیم صاحبہ کا ایمان ہے کہ سچ کو آنچ نہیں اور سچ کا ہی کا بول بالا ہے۔

زرقا کی شاعری سچ ایمان اور دورِ حاضر کا حقیقت پسندانہ تجزیہ اور مرقع ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کی غزلوں میں رومانیت' حمدیہ' نعتیہ اور صوفیانہ کلام میں تقدس کا عنصر موجود ہے رمانوی غزلوں میں رومان کے ساتھ ساتھ موسیقی کت جزبے واضع طور پر نمایاں ہیں۔ ہر غزل میں ایک الگ موڈ، سوچوں کا ایک الگ رنگ موجود ہے۔

اپنی زندگی کو مختلف خانوں اور پہلوؤں میں پابند کرنا خاصہ مشکل کام ہے مگر زرقا نسیم نے ایسا کر دکھایا۔ اسکے ساتھ ساتھ اپنے سے بھی غداری نہیں کی۔ قطعہ ہو یا رباعی، نظم ہو یا نثر، مرثیہ ہو یا سلام سب اصنافِ سخن میں اپنی اپنی شاعرانہ حیثیت میں نمایاں ہیں۔ موصوفہ ہمہ صفت موصوف ہیں۔ سب سے منفرد بات انکی شاعری میں کسی دوسرے ہمعصر کی چھاپ موجود نہیں۔ یہ اپنی ذات کی شاعرانہ تکمیل میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

یہ شعران کی ذات کا عکاس ہے۔اس شعر سے مجھے خوشبو آتی ہے:

اپنی خوشبو مری سانسوں کا مقدر کر دے
صرف سانسیں ہی نہیں، دل بھی معطر کر دے

مندجہ ذیل شعر میں ربِ ذوالجلال سے کیا خوب دعا مانگی ہے

میرے الفاظ کو مفہوم عطا کر یا رب
میرے مالک میرے لہجے کو مؤثر کر دے

اللہ کرم زورِ قلم اور زیادہ۔انکا انگریزی کلام انکی ذہانت کا منہ بولتا ثبوت ہے
البتہ فی البدیہ اشعار بھی خوب کہتی ہیں۔

دعا گو

استاد بدرالزماں

صدارتی تمغہ حسنِ کارکردگی



زرقا ایک سرگرمِ سفر شاعرہ

الحاج اظہر بخش اظہر

یہ از حد خوشی اور سکون بخش موقع ہے کہ محترمہ زرقا نسیم غالب دیولی صاحبہ اپنی ایک اور تخلیق بعنوان ''کلام زرقا'' لے کر جلوہ افروز ہو رہی ہیں۔ ان کی تقریباً 100 غزلیات کی یہ کتاب اردو ادب کے شعری سرمائے میں گراں بہا اضافہ ہے۔ اس کے قبل بھی آپ کی بہت سی تصنیفات منظر عام پر آ چکی ہیں۔ جن میں قابل ذکر اسمائے حسنہ کے فضائل، اسمائے محمدؐ کے فضائل، کرسی کے خدا، سمتیں کیا کہتی ہیں، مجموعہ وضائف وغیرہ ہیں۔

وہ درس و ردریس سے تعلق رکھنے والے پڑھے لکھے باثر خاندان کی بیٹی ہیں۔ میں جب مسلسل ادبی سرگرمیوں اور کتب کی تخلیقات سے ذہنی تھکان محسوس کرتا ہوں تو تازہ دم ہونے کے لیے فیس بک پر جا کر زرقا کی شاعری پڑھتا ہوں اور ان کی مختلف ادبی سرگرمیوں کا جائزہ لے لیا کرتا ہوں۔ وہ لکھنے کے علاوہ آئے دن کوئی نہ کوئی ادبی پروگرام کا اہتمام کرتی نظر آتی ہیں۔ وہ زرقا پبلیکیشن کی چیف ایگزیکٹیو تو ہیں۔ دل سے دل تک ادبی آرٹ گروپ اور زیڈ این جی انٹرنیشنل یوٹیوب چینل بھی چلاتی ہے۔ کہنہ مشق شعراء کرام و دیگر اصناف کے ادیب و ادابا سے ملاقات کا شرف حاصل کرنا بھی ان کا ایک اہم ادبی مشغلہ ہے۔ دھنک میں سات رنگ ہوتے ہیں پر زرقا کی ادبی، سماجی، ثقافتی

اور دیگر سرگرمیوں میں کچھ زیادہ رنگ نظر آتے ہیں۔ القصہ مختصر زرقا ایک سرگرم سفر شاعرہ ہیں جو منزل کی پرواہ کیے بغیر مسلسل گامزن رہتی ہیں۔ان دنوں ان کی شاعری پہلے کے مقابل کافی بلند پایا نظر آتی ہے۔ان کے یہاں عروض و آہنگ ہے، جدید لب و لہجے میں حسن و عشق ہے، عشق خدا ہے، عشق نبی ہے، عشق وطن ہے، تصوف ہے، ندرتِ اظہار ہے، اور بلندیءافکار بھی ہے۔کبھی کبھی تو بڑی سادگی سے دوٹوک نصیحت آمیز لہجے میں اپنی آپ بیتی کو جگ بیتی بنا دیتی ہیں۔فرماتی ہیں۔

ہر کسی میں وفا نہیں ہوتی
ہر نظر آئینہ ہوتی

☆☆☆

سرد موسم میں کدھر جاؤں نکل کر گھر سے
یہ گلی دھوپ کا سرمایہ گنوا بیٹھی ہے

☆☆☆

مدتیں ہو گئیں عہدِ خاموش کو
آرزو کوئی دل میں مچلتی نہیں

☆☆☆

بس اسی بات کا تو رونا ہے
مجرموں کو سزا نہیں ہوتی

☆☆☆

چھپا کر دل کا افسانہ بھری محفل میں جاتی ہوں
گزرتی ہے جو دل پہ وہ بتانا بھول جاتی ہوں



عجیب دوغلے کردار کا وہ مالک ہے
جو سب سے کہتا ہے تم آخری محبت ہو



ہے ترا فن تیرے دکھ درد پہ غالب زرقا
بن کے محفل میں تو تصویر وفا بیٹھی ہے



زرقا نسیم غالب کی جھارو اور جنگ جوطبیعت کا جائزہ لیتے لیتے اپنا ایک شعر یاد گیا۔

اب اہل قلم آؤ کہ تلوار اُٹھا لیں
جانا تھا جنہیں جنگ پہ وہ گھر جلے گئے



یوں تو انہیں اس کم عمری میں بہت سارے اعزازات سے نوازہ جا چکا ہے اور اب ہم بھی آٹھ مما لک کے شعراء کرام کی غزلوں کے عالمی مجموعے فخر غزل گوئی میں شامل ان کی مرصع غزلیات کے لیے انہیں فخر غزل گوئی کے خطاب سے سرفراز کر رہے ہیں۔ غم دنیا کے ساتھ غم جاناں پر بھی آپ نے دل کی عمیق گہرائیوں سے اشعار کہے ہیں:

کچھ ہنساتا ہے کچھ رلاتا ہے
کوئی جب مجھ کو یاد آتا ہے
پیار اس کو بھی تجھ سے ہے زرقاؔ
دیکھتے ہی جو مسکراتا ہے

زرقا کو غزلوں کے ساتھ سلام کہنے کا شعور اور مہارت بھی حاصل ہے۔

مرے امام نے روشن کئے خودی کے چراغ
اسی لئے تو فروزاں ہیں روشنی کے چراغ

لکھنے کو زرقا نسیم صاحبہ کی ذاتی اور ادبی زندگی کے سفر پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ لیکن طویل تحریر کے لئے موقع اس وقت مناسب نہیں لگتا جب آپ " کلام زرقا" کے مطالعہ کے لئے بے تاب بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو مزید کامیابیاں، کامرانیاں، عطا کرے اور ''کلام زرقا'' آسمان ادب میں کہکشاں کی طرح اہل ذوق کی توجہ کا مرکز بن جائے۔ میں زرقا نسیم صاحبہ کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ''کلام زرقا'' کو مقبول خاص و عام فرمائے۔ آمین۔

دعا گو

الحاج اظہر بخش اظہر

صدر۔ انجمن پاسبانِ ادب
مدیر اعلیٰ۔ فخر غزل گوئی
ناگپور، انڈیا۔



ڈاکٹر زرقا نسیم غالب

ڈاکٹر زرقا کثیر صفت اور عہد ساز شخصیت کی مالک ہیں۔ان کا شمار ملک کے معروف شاعروں میں ہوتا ہے۔انہوں نے حمد و نعت اور مروجہ شاعری میں کمال حاصل کیا ہے۔وہ علمی ادبی حلقوں میں جانی پہچانی حیثیت کی مالک ہیں۔ ان کی شاعری ایک اعلیٰ مقام اور فنی بلندی کی عکاس ہے۔وہ مشاعروں کی جان ہیں۔ بزرگ شاعروں اور ادیبوں کا احترام ان کی گھٹی میں شامل ہے۔نوجوان شاعروں اور شاعرات کا حوصلہ بڑھاتی ہیں۔ان کے ادارے زرقا پبلیکیشنز انٹرنیشنل، دل سے دل تک ادبی آرٹ نگر اور زیڈ این جی انٹرنیشنل یوٹیوب چینل نے علم و ادب کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔انہوں نے اپنے ادارے سے کئی مستند کتابوں کو شائع کیا ہے۔انہوں نے کبھی بھی مالی تعاون حاصل نہیں کیا ہے۔ان کا یوٹیوب چینل ایک ادارے کی حیثیت رکھتا ہے۔اس میں نامور اعلی اور ادبی لوگوں کی شرکت ہے جس سے نہ صرف ایک علم دوست بحث ہوتی ہے بلکہ نئے لکھاریوں کی حوصلہ افزائی بھی ہوتی ہے۔

ڈاکٹر زرقا ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ خاتون ہیں۔وہ ایک اعلیٰ درجے کی تہذیبی ورثے کی امین ہیں۔ ان کی شخصیت میں ایک ٹھہراؤ اور توازن ہے۔ بزرگوں کا احترام ان کا وصف ہے۔ وہ علم دوست ہیں اور ایک پڑھے لکھے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کی بہترین

تربیت میں ان کے عظیم والدین کا ایک مثالی کردار رہا ہے۔

ذاتی زندگی میں وہ گراں قدر تجربات سے لیس ہیں۔ اوائل عمری شادی اور شفیق خاوند کا جلد داغ مفارقت دے جانا اہم واقعات ہیں۔ لیکن انہوں نے جواں ہمتی سے حوادث زمانہ کا مقابلہ کیا اور معاشرے میں اپنا اور اپنی اولاد کا شاندار مقام حاصل کیا۔ وہ انتہائی محنتی اور ان تھک انسان ہیں جو لوگوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔

وہ صوفی منش ہیں اور دینی حلقوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ بزرگ ہستیوں اور خانقاہوں سے گہرا تعلق ہے۔ اہل بیعت سے بھی انسیت رکھتی ہیں اور خلافت کے درجے کی حامل ہیں۔

ان کے مستقبلِ کے منصوبوں میں ایک اعلیٰ درجے کا علمی و ادبی اور فنی مرکز ''دل سے دل تک'' قائم کرنا ہے۔ جہاں شاعر ادیب اور علم دوست عوام اپنے شوق کی پیاس بجھا سکیں۔ جہاں تہذیب و تمدن پر مباحثے ہوں اور فن پاروں کی آبیاری ہو۔ مالی مفاد سے قطع نظر وہ علم اور ادب اور ادیب حضرات کی حوصلہ افزائی میں ہمہ تن تیار رہتی ہیں۔ انہوں نے نوجوان شاعروں اور ادیبوں کی حوصلہ افزائی کی ہے اور ہر لحاظ سے مدد فراہم کی ہے۔ کئی اداروں نے ان کی شاندار علمی و ادبی خدمات کے اعتراف میں ان کو اعزازات سے نوازا ہے۔ وہ ملکی اور غیر ملکیوں میں یکساں مقبول ہیں۔ میں ڈاکٹر زرقا کے علمی سفر، خانگی زندگی اور ان کے ادارے کی ترقی و کامرانی کے لئے دعا گو ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے اور خاندان کے لئے اپنی بے پایاں رحمت کے دروازے کھول دے اور اپنے بے پناہ فضل و کرم سے نوازے۔ آمین

پروفیسر ڈاکٹر کرنل انجینئر ممتاز حسین



انوار قمر

محترمہ زرقا نسیم کو میں کافی عرصے سے علمی ادبی محافل میں غزلیں سناتے دیکھ رہا ہوں۔ ان کی شاعری اور معصوم لہجے نے ہمیشہ مجھے متاثر کیا ہے۔ غزل بھی خوب کہتی ہیں لیکن گزشتہ دنوں جب پاکستان رائیٹرز گلڈ ہال میں ان کی کتابوں کی تقریب رونمائی میں شرکت کا موقع ملا تو بڑی خوش گوار حیرت ہوئی کہ وہ دین سے گہرا شغف رکھتی ہیں اور انہوں نے ایک کتاب اسماء حسنیٰ کے فضائل جبکہ دوسری کتاب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ کے فضائل کے حوالے سے تحریر کی ہیں۔

زرقا نسیم نے ان کتابوں میں نہ صرف مبارک و مطہر ناموں کے فضائل کے بارے میں جامع معلومات فراہم کی ہیں بلکہ ہماری زندگی پر ان کے اثرات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے ہر اسم مبارک کے پڑھنے سے جو فوائد حاصل ہو سکتے ہیں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور لوگوں کو جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑھ رہا ہے ان سے نجات کا طریقہ بھی بیان کیا ہے۔ دونوں کتابیں بڑی معلوماتی اور متبرک ہیں اور میں سمجھتا ہوں ان کا ہر گھر میں موجود ہونا ضروری ہے۔ میں زرقا نسیم صاحبہ کو خلوص دل سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اور توقع رکھتا ہوں کہ ان کتابوں کے ساتھ اپنی شاعری اور اپنے کالموں کے مجموعے بھی جلد شائع کریں گی تاکہ ادب و صحافت کے شعبوں میں مزید خوبصورت اضافہ ہو سکے۔

محمد انوار قمر



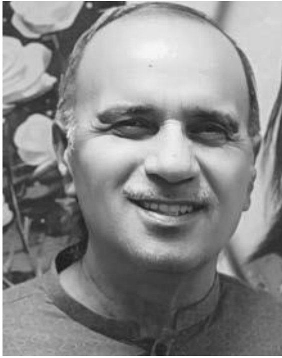
زرقا کی شاعری

زرقا نسیم ایک فطری اور قدرتی شاعرہ ہیں۔شاعری قدرت کا حسین تحفہ اور یزدانی عطیہ ہوتی ہے۔شاعری کا موسم ان کے باطن سے طلوع ہوا ہے۔ان کی شاعری ان کے جذبات واحساسات کی ہے اور قلبی واردات کی تفسیر بھی۔نامور غزل گوشاعر اطہر نفیس کا یہ خوبصورت شعر ان کی شاعری پر پوری طرح صادق ہے۔

خود اپنے ہی باطن سے ابھرتا ہے وہ موسم
جو رنگ بچھا دیتا ہے تتلی کے پروں پر

زرقا کے پاس قلم کی طاقت بھی ہے اور حسن کی طاقت بھی۔قلم کی طاقت اور حسن کی طاقت مادی طاقت سے زیادہ موثر ہوتی ہے۔مجھے امید ہے کہ ان کا تخلیقی سفر جاری رہے گا اور وہ خوبصورت شاعری تخلیق کرتی رہیں گی۔اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ان کو سلامت اور بخیریت رکھے ان کے بچوں کو بھی سلامت وبصحت رکھے آمین۔

سید احمد حسن زیدی



زرقا نسیم کا شعری مجموعہ
''کلامِ زرقا''

زرقا نسیم غالب لاہور کی اُن معدودے چند شاعرات میں شامل ہیں کہ جنھیں قدرت نے فی البدیہ شعر کہنے کی صلاحیت عطا کی ہوئی ہے۔ آپ نے ایک علمی و ادبی گھرانے میں پرورش پائی ہے اور یوں وہ ذوقِ سلیم کی دولت سے مالا مال ہے۔ مجھے لاہور میں اُن کے ساتھ متعدد مشاعروں میں شرکت کا موقع ملا ہے۔ آپ کی شعر خوانی کا معیار اور انداز بھی خوب ہے۔ اُنھیں ادبی محفلوں میں کسی بھی ادبی موضوع پر اظہارِ خیال کا سلیقہ بھی آتا ہے۔ وہ نظامت کے فرائض بھی بطریق احسن ادا کرتی ہے۔ اُپ نے اعلیٰ تعلیم کے مدارج بھی طے کیے ہیں اور قانون کی تعلیم بھی حاصل کی ہے۔ بطور ناشر بھی خوب متحرک ہے۔ آپ کے اس دفتر میں بھی کچھ مشاعرے ہو چکے ہیں۔ مجھے زرقا نسیم کے آنے والے شعری مجموعے کا مسودہ دیکھنے کا موقع ملا ہے اور اس کے متعدد اشعار نے دامن۔ دل کھینچا ہے۔ کچھ اشعار نذر قارئین ہیں:

رب نے چاہا تو زیارت کو چلے جائیں گے
اب بلاوے ہمیں آ جائیں گے درباروں سے



ہم تو ہر زخم کے حق میں رہے مرہم کی طرح
لوگ کس طرح بدل جاتے ہیں موسم کی طرح



اے زرقا لوگ مجھ سے کہہ رہے ہیں
سمجھنا آپ کو آسان نہیں ہے



زرقا اکثر سوچتی ہوں، انتہائی کرب سے
کس جہاں میں کھو گئے وہ خوش نظر اس شہر کے



زرقا آئی ہوں میں اس بزم میں اپنوں کے لیے
مجھ کو درکار نہ شہرت تھی، نہ شہرت ہوگی



میری ادبی زندگی کے 37 سال قطر میں گزرے۔ اپریل 2014ء میں واپسی ہوئی اور تب سے لاہور میں سرگریم ادب ہوں۔ اب تک میری 31 شعری ونثری کتب آچکی ہیں۔ ان میں چار پنجابی زبان میں بھی ہیں۔ اب 2024ء میں میرا ایک شعری مجموعہ لہریں زرقا پبلیکیشنز انٹرنیشنل سے آیا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ میں بھی اس اشاعتی ادارے کا حصہ بنا ہوں۔

ممتاز راشد لاہوری

مدیر اعلیٰ سہ ماہی خیال وفن لاہور۔



ادب کی روشنی کا درخشندہ ستارہ

ڈاکٹر زرقا نسیم غالب پاکستان کی نمایاں شاعرہ، کالم نگار، تجزیہ نگار، اینکر، اور ایک کامیاب تعلیمی و ادبی شخصیت ہیں۔ ان کا تعلق ایک علمی و ادبی گھرانے سے ہے، جہاں ادب اور تخلیق کاری ان کے خون میں شامل ہے۔ اپنے بچپن میں ہی انہوں نے ادب کی دنیا میں قدم رکھا اور نو برس کی عمر میں پہلا انعام حاصل کیا۔ ان کے والد، افتخار راجہ، اور والدہ دونوں ادبی شخصیات تھیں، جن سے انہیں علم و ادب کی محبت ورثے میں ملی۔

ڈاکٹر زرقا کا تخلیقی سفر اپنی مثال آپ ہے۔ شاعری ہو یا نثر، انہوں نے دونوں میدانوں میں اپنی قابلیت کا لوہا منوایا۔ ان کی شاعری جذبات و احساسات کی شدت کا آئینہ دار ہے، جہاں وہ اپنے ذاتی تجربات کو خوبصورت الفاظ میں ڈھالتی ہیں۔ ان کی تصانیف میں ''اسمائے حسنہ کے فضائل''، ''کرسی کے خدا'' اور ''کلام زرقا'' جیسی کتابیں شامل ہیں۔ ان کی سات کتابیں شائع ہو چکی ہیں، جبکہ آٹھ مزید زیر طبع ہیں۔

ڈاکٹر زرقا کا ادبی سفر صرف شاعری تک محدود نہیں بلکہ نثر میں بھی ان کی تحریریں گہرے فکری و سماجی مسائل کو اجاگر کرتی ہیں۔ انہوں نے خواتین کے مسائل پر خاص توجہ دی اور اپنی کتاب ''کرسی کے خدا'' میں معاشرتی رویوں پر گہری تنقید کی۔ انہیں مختلف ادبی و سماجی حلقوں سے بے شمار خطابات سے نوازا گیا، جیسے ''رابعہ بصری''، ''صوفی زرقا''، اور

''ادب کی ملکہ''۔ان کے اعزازات میں کئی ایوارڈز، شیلڈز، اور گولڈ میڈلز شامل ہیں، جو ان کی محنت اور ادبی خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

ڈاکٹر زرقا نسیم غالب اپنی شخصیت میں نہایت مثبت سوچ اور بردباری کی حامل ہیں۔انہوں نے درس وتدریس کے شعبے میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں اور اپنی گھریلو و ادبی ذمہ داریوں کو بخوبی نبھایا۔ان کی زندگی ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ جذبہ، محنت، اور خلوص کے ساتھ کسی بھی میدان میں کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔

ڈاکٹر زرقا نسیم غالب کا ادب میں کردار انمول ہے، اور ان کا کام آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ان کا عزم، ان کی محبت، اور ان کا ادب سے لگاؤ ہمیں زندگی کی خوبصورتی اور گہرائی کو سمجھنے کا سبق دیتا ہے۔

میاں وقارالاسلام

فاؤنڈر۔وقار پاکستان

حمد باری تعالیٰ

اسی نے دین دنیا کا سکھایا ہے سبق ہم کو
دیا ہے اس خدا نے دنیا میں جینے کا حق ہم کو

اسی کا نام ہے وردِ زبانِ رہتا ہے وہ دل میں
اسی کا ذکر کام آتا ہے راہوں اور منزل میں

قریب انسان کی شہ رگ کے بس اس کا بسیرا ہے
ہر ایک انسان یہ کہتا ہے وہ ہمدرد میرا ہے

عبادت اس کی کرتے ہیں اسی کا نام لیتے ہیں
مصیبت ہو کوئی ہم اس کا دامن تھام لیتے ہیں

تمیز اچھے برے کی اس نے انساں کو سکھائی ہے
اسی کے ذکر میں آسودگی ہے اور بھلائی ہے

وہ غالب ہے اسی کا راج ہے دونوں جہانوں پر
حکومت اس کی زرقاؔ ہے زمین و آسمانوں پر



نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مری آنکھیں مدینے میں مرا دل ہے مدینے میں
کہاں جاؤں میں آخر ہے مری منزل مدینے میں

نہیں پرواہ دنیا بھر کے تند و تیز طوفاں کی
مری امید کا ہے دیکھنا ساحل مدینے میں

انہی کے نام ہی کی روشنی سے یہ جہاں جگ مگ
ہر اک انسان جا کر ہوتا ہے قائل مدینے میں

یقیں ہے میرا پھر اس کے مقدر جاگ اٹھتے ہیں
چلا جاتا ہے جو اک بار بھی سائل مدینے میں

کرامت یہ محمدؐ مصطفی صلی علیٰ کی ہے
سنبھل کر آتا ہے جاتا ہے جو غافل مدینے میں

ہے میرا نام ان کے نام لیواؤں میں اے زرقاؔ
وہ جن کے خون کے ذرات ہیں شامل مدینے میں



نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

زندگی ہوگئی آسان ترے کوچے میں
تیرے گنُبد کی ہے یہ شان ترے کوچے میں

سانس لیتی ہوں تو صلوٰات پڑھا کرتی ہوں
میری راحت کا ہے سامان ترے کوچے میں

آیتیں گُل سے زیادہ ہیں معطر دیکھیے
پڑھا جاتا ہے قرآن ترے کوچے میں

رنج و غم دور ہوئے دل کو تسلی وہ ملی
ہوئی ہر مشکل آسان ترے کوچے میں

در و دیوار چمکتے ہیں شب و روز جہاں
نور ہی نور ہے ہر آن ترے کوچے میں

زرقاؔ آتی ہے مرے الفاظ میں تاثیرِ ہنر
جب سے رکھا ہے قلمدان ترے کوچے میں



منقبت مولا علیؑ

نظر جو آ رہی ہے روشنی علیؑ کی ہے
سبق بہادری کا زندگی علیؑ کی ہے

انھوں نے دین کی تبلیغ کی ہے ساری عمر
ہمارے پاس جو ہے آگہی علیؑ کی ہے

حروف جتنے ہمارے قلم سے نکلے ہیں
تمام لفظوں میں تابندگی علیؑ کی ہے

غار ان کے لئے ہی بنائی ہے رب نے
پھولوں میں جتنی بھی ہے تازگی علیؑ کی ہے

ستارے عرش کے کیا لائیں گے جواب مرا
زباں پہ زرقاؔ صدا بس علیؑ علیؑ کی ہے



مِرے امامؑ

مرے امام نے روشن کیے خودی کے چراغ
اسی لئے تو فروزاں ہیں روشنی کے چراغ

لٹائی جان بھی اسلام کے لئے اپنی
جلا کے راہِ بقا میں خود آگہی کے چراغ

زمانہ صبر و رضا سے ہے آشنا ان کے
قدم قدم پہ جلے حرمتِ نبی کے چراغ

ہزاروں آندھیاں ظلم و ستم کی چلتی رہیں
بجھا سکا نہ کوئی ان کی عاجزی کے چراغ

اسی کے نام کا ڈنکا بجا ہے دنیا میں
جو آج بھی ہیں فروزاں گلی گلی کے چراغ

کٹایا سجدے میں سر اپنا دین کی خاطر
جلے ہیں دونوں جہانوں میں بندگی کے چراغ

یہ حق کی فتح کا روشن ثبوت ہے زرقاؔ
کہ بوسے آج بھی لیتے ہیں آدمی کے چراغ



سلام امام عالی مقامؑ

خیال شاہِ شہیداں پہ کیسے تھمتے اشک
کہ اُن کا نام سنا اور پلکوں پہ تھے اشک

وہ تو ملائکہ نے بڑھ کے چُن لئے تھے اشک
زمینِ کربلا تجھ سے کہاں سنبھلتے اشک

نبیؐ کی بیٹی نے دامن میں کر لئے محفوظ
غمِ حسین میں آنکھوں سے جونہی نکلے اشک

سکینہ پیاس کے مارے تھیں جاں بلب لیکن
مجال کیا تھی جو پلکوں تک آ بھی جاتے اشک

اے دینِ حق تجھے گھیرا ہے ظلمتوں نے مگر
مثال شمعِ فروزاں ہیں یہ چمکتے اشک

جو پہنچے نہر پہ عباسؑ، رو پڑا پانی
وہ موج موج نہیں تھی کہ بہہ رہے تھے اشک

غمِ حسین میں آنسو بہائے جا زرقاؔ
جہاں تلک تجھے لے جائیں گے یہ تیرے اشک



فلسطین کا نوحہ اور عید

آگ کے شعلوں میں معصوم ستارہ جائے
بوجھ یہ دل سے بھلا کیسے اتارا جائے

آئے دن سڑکوں پہ لاشوں کا ہے انبار یہاں
اب مدد کے لیے کس کس کو پکارا جائے

دنیا اس جنگ میں خاموش تماشائی ہے
قرضِ انسانی بھلا کیسے پکارا جائے

نہیں محسوس کیا عالم اسلام نے دکھ
کس کے کھاتے میں بھلا اب یہ خسارہ جائے

غم اس انسان کو ہوتا ہے حقیقت میں یہاں
جس کی بیٹی، کوئی بیٹا یہاں مارا جائے

عید کی رونقیں بتلاتی ہیں ہم بے حس ہیں
غم ہمیں اس گھڑی ہو گا جو ہمارا جائے

لب پہ ہے میرے فلسطین کا نوحہ زرقاؔ
آہ یہ عید کا دن کیسے گزارا جائے



25-03-2025 منگل 2 بجکر 4 منٹ دوپہر

سُنتِ ابراہیمیؑ

ابراہیمؑ کی سنت پوری کرنی ہے
دل میں اللہ پاک کی رحمت بھرنی ہے

قربانی کے جذبے سے سرشار ہیں ہم
تہوار ہمارے اعلی ہیں بیدار ہیں ہم

یہ تہوار ہے مظہر دینِ فطرت کا
درس ہمیں دیتا ہے مہر مروت کا

حکم خداوندی پہ چلنا ہے ہم کو
منزل سے بھی آگے نکلنا ہے ہم کو

قربانی ایک روشن نام ہے جذبے کا
جیسا بھی یہ کام ہے کام ہے جذبے کا

نیت ہو تو پھر قربانی ہوتی ہے
بیج محبت کا یہ دل میں بوتی ہے

ایک خدا کو ماننے والے ہیں ہم سب
سب کو اس کی ذات پاک سے ہے مطلب

وہ ہی ہمت دیتا ہے قربانی کی
ہم کو سرخرو رکھتی ہے اس کی ہستی

عید بنا قربانی پھیکی لگتی ہے
یہ وہ روایت ہے جو اچھی لگتی ہے

یہ قربانی غالب ہے ہر قربانی پر
کرتی ناز ہے زرقاؔ اس آسانی پر



شبِ برات

شبِ برات کے بارے میں کیا کہوں زرقا
کہ اس کے نور سے معمور میں بھی ہوں زرقا

شبِ برات روح میں در کھولتی ہے عظمت کے
خزانے اس میں ہیں ایثار کے، عبادت کے

میسر ہم کو ہے یہ رات خوش نصیبی ہے
ہے روشن اس میں وہی ذات خوش نصیبی ہے

عبادت اس میں ہوئی فرض ہر مسلماں پر
اتار دیتی ہے رحمت یہ قلبِ ویراں پر

معافی ملتی ہے اس کی بدولت انساں کو
سکوں ملتا ہے زرقاؔ دلِ پریشاں کو





مرحوم والدِ محترم افتخار راجہ کیلئے

میں جس کو ڈھونڈتی رہی عمر بھر
سمجھ رہی تھی ہو گا وہ اِدھر اُدھر

مگر وہ جا چکا تھا ایسے ہی، نگر
جہاں سے لوٹتا نہیں کوئی اِدھر

یہ بچپنے کے خواب تھے عجب بھنور
میں جن میں ڈوبتی رہی ہوں عمر بھر

مگر سکون پھر بھی مل نہیں سکا
گلاب میرے دل کا کھل نہیں سکا

وہ باپ جس کا پیار دستیاب تھا
بڑی ہوئی تو صرف میرا خواب تھا

میں زرقاؔ اس کی یاد میں بڑی ہوئی
خدا کا شکر اپنے پاؤں پہ کھڑی ہوئی





مرحومہ والدہ محترمہ سلمیٰ افتخار کے لئے

ماں سلگتی ہوئی دھوپ میں چھاؤں ہے
جس کے نیچے ہے جنت یہ وہ پاؤں ہے

اپنی اولاد پر جاں لٹاتی ہے یہ
اپنی ہستی کو بھی بھول جاتی ہے یہ

اپنی نیند بھی کرتی ہے ان پر نثار
اپنے خوابوں کا کرتی نہیں ہے شمار

اس کی خواہش ہے دنیا میں تکریم ہو
ماں کے اسم گرامی کی تعظیم ہو

ماں کا درجہ خدا نے کیا سرفراز
کائنات خدا میں ہے ماں دلگداز

اس کی ہر اک دعا چاند کی روشنی
اس کے ہر لفظ میں زیست کی آگہی

ماں کی عظمت کو زرقاؔ بتائیں گے ہم
سب کو احساس ہے عظمت دلائیں گے ہم



ماں باپ

ماں باپ تو دے دیتے ہیں اولاد پہ جاں بھی
اور لاتے نہیں ہونٹوں پہ احساسِ فغاں بھی

بچے مگر افسوس ہے کرتے نہیں تعظیم
پڑھ لکھ کے وہ ہو جاتے ہیں اک روز جواں بھی

یوں ہی تو نہیں آتے ہیں اِن آنکھوں میں آنسو
جب آگ کلیجے میں ہو، اٹھتا ہے دھواں بھی

گر پھیلنے لگتا ہو شجر زہرِ اَنا کا
ہو جاتا ہے اِس جنگ میں رشتوں کا زیاں بھی

ظاہر نہیں کرتی کبھی گہرائی کنویں کی
رکھتی ہوں ہر اک راز کو سینے میں نہاں بھی

نسوانی تقدس کی بحالی ہے مرا خواب
زرقاؔ مجھے دکھیاروں کی بننا ہے زباں بھی





دعا اک ماں کی اپنی بیٹی کے لئے

ہر بلا سے محفوظ رہے یہ ماہا میری
یہ ہی ارمان میرا، یہ ہی تمنا میری

زندگی میری ثمر بار نہیں اُس کے بغیر
کوئی دنیا نہیں ہے بس یہ ہے دنیا میری

اِس کو سینے سے لگاتی ہوں تو بڑھ جاتی ہے ٹھنڈک
رہنمائی کے لئے رہتا ہے رستہ میری

اِس کی آنکھوں میں اُجالوں کی شفق رہتی ہے
پیاری لگتی ہے وہ جب کہتی ہے ماما میری

میری تکلیف کو دیکھے تو تڑپ اُٹھتی ہے
وہ میری بیٹی بھی ہے اور ہے مسیحا میری

اپنے ہاتھوں سے بٹھاؤں گی میں ڈولی میں اُسے
رنگ لائے گی اک دن یہ تمنا میری

سُرخ جوڑے میں وہ پریوں کو بھی دے جائے گی مات
پوری محفل میں نظر آئے گی ماہا میری

چاند کی طرح منور ہیں خدوخال اِس کے
یہی سوغات ہے اس دنیا میں مولا میری

باپ کے سائے سے محروم ہے ماہا میری
مجھ سے کہتی ہے کبھی فکر نہ کرنا میری

اِس کا بچپن میری آنکھوں میں ہے محفوظ نسیم
چین ہو اِس کا مقدر، ہے یہ آشا میری

زندگی اس کی گلابوں کے نگر میں گزرے
آرزو اِس سے زیادہ نہیں زرقاؔ میری





نسیم کے لئے

تمام عمر فقط یہ ملال مجھ کو رہا
کہ کیوں نصیب نہ تیرا وصال مجھ کو رہا

جہاں قیام کیا تیری یاد ساتھ رہی
رہی سفر میں تو تیرا خیال مجھ کو رہا

میرے سوال کا کوئی جواب آیا نہیں
قدم قدم پہ یہ رنج و ملال مجھ کو رہا

تمام عمر دعائیں جسے میں دیتی رہی
ملا عروج اُسے اور زوال مجھ کو رہا

جھلس گیا مرا تن من میں ہنستی رہی
وہ ایک شخص تھا جس کا ملال مجھ کو رہا

اسے میں زرقاؔ بھلا کس طرح بھلاؤں گی
عزیزِ جاں جو سدا حسبِ حال مجھ کو رہا





نسیم کے لئے

بچھڑنے والے بتا تجھ کو بھلاؤں کیسے
غم تنہائی کا بوجھ اب اٹھاؤں کیسے

در و دیوار سے تیری صدائیں سنتی ہوں
سوچتی ہوں دلِ ویراں کو بھلاؤں کیسے

یوں تو ہر ساعت میرے ساتھ ساتھ رہتے ہو
میں ہوں مجبور تجھے برملا لاؤں کیسے

بھری محفل میں ترا ذکر جب بھی ہوتا ہے
اپنے آنسو پلکوں میں چھپاؤں کیسے

میرا منشور محبت ہے نفرت نہیں زرقاؔ
کسی مجبور کو نظروں سے گراؤں کیسے





نسیم کے لئے

زندگی میں زندگانی تم سے تھی
اوڑھنی بھی میری دھانی تم سے تھی

دل میں اترے شاہِ دل کی مثل تم
چاہتوں کی راجدھانی تم سے تھی

تم تھے آئینہ مرے جذبات کا
میری سوچوں کی روانی تم سے تھی

تم جو ملتے تھے مہک اٹھتی تھی میں
رات کی رانی بھی رانی تم سے تھی

میری سوچوں کا فقط مرکز تھے تم
میرے اس دل کی کہانی تم سے تھی

اب بھی ہے شاداب سی زرقاؔ مگر
تم یقیں مانو جوانی تم سے تھی





نسیم کے لئے

میری حُرمت کا امانت دار ہوتا تھا کوئی
مرے گھر کی چھت میری دیوار ہوتا تھا کوئی

وہ ہنس کے سارے رنج و غم اُٹھاتا تھا
میری خوداری کا اہلِ کار ہوتا تھا کوئی

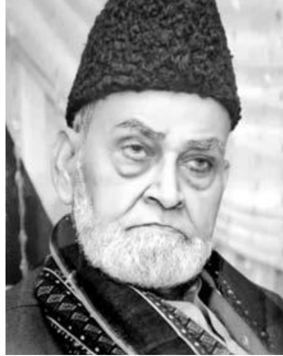
قدر و قیمت جانتا تھا وہ مرے اخلاص کی
صاحبِ دل، صاحبِ کردار ہوتا تھا کوئی

وقت کے دریا کی لہروں سے میں کب خائف ہوئی
میں سفینہ تھی میرا پتوار ہوتا تھا کوئی

کائنات آرزو میں، جسم دو یک جاں تھے
راز تھی میں، صاحبِ اسرار ہوتا تھا کوئی

زندگی کی جنگ میں تنہا کبھی زرقاؔ نہ تھی
میں سپاہی، مرا سالار ہوتا تھا کوئی





محترم سید مقبول محی الدین گیلانی کی نذر

اسمِ مبارک مقبول محی الدین آپ کا
زُہد گزاری پر ہے یقین آپ کا

اسوہ حسنہ کے پابند آپ ہیں
گیلانی ہیں سادات کے فرزند آپ ہیں

آپ کا گھرانہ تو بے مثال ہے
اور آپ کی ذات بھی با کمال ہے

آپ کی مشفق نظر کی طلبگار ہوں
ہو دید کیسے آپ کی میں بے قرار ہوں

محسنِ انسانیت ہے معیار آپ کا
اعلٰی و ارفع کس قدر کردار آپ کا

دے کے درسِ آگہی سکھایا آپ نے
معرفت کا راز سمجھایا آپ نے

کہہ رہی ہے زرقاؔ غالب راہبر آپ ہیں
دینِ حق سے کس قدر با خبر آپ ہیں





ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ

یہ قوم بُھلا بیٹھی ہے، اقبال کا پیغام
ہر ایک کو مطلوب ہے ہر حال میں آرام

اِس درجہ تغافل کا یہی ہونا تھا انجام
بس نام کا ہی بحرِ سُخن رہ گیا اسلام

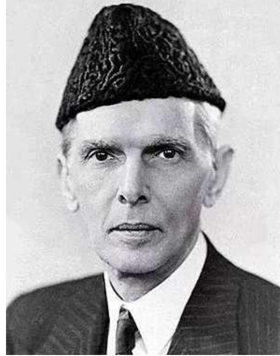
تھا وقت کہ لوگوں میں محبت تھی بہت عام
اے کاش کہ لوٹ آئے وہی صورتِ ایام

لگتا ہے کہ انساں کو نہیں اور کوئی کام
ہر کوئی لگا دیتا ہے اک دوجے پہ الزام

کچھ ایسا ہے اِس دور کا اندازِ سیاست
نیت میں بھرا کھوٹ، بیانات میں ابہام

ہے ساری لڑائی تو مفادات کی زرقاؔ
بس نام ہی اسلام کا کر رکھا ہے بدنام





قائدِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ

بے خود ہیں مگر اتنے بھی مدہوش نہیں ہیں
قائد ترے احسان فراموش نہیں ہیں

تُو قائد ہے ہمارا اے قائدِ اعظم
دنیا میں ترے جیسے جفاکش نہیں ہیں

معلوم ہیں دشمن کے عزائم ہمیں ہر دم
ہم بیٹیاں بیدار ہیں بے ہوش نہیں ہیں

آواز اٹھا سکتے ہیں ہم ملک کی خاطر
خاموش ہیں پر اتنے بھی خاموش نہیں ہیں

قائد ترے اقوال تو ہیں سونے کی مانند
کیوں لوگ پراگندہ ہیں پُرجوش نہیں ہیں

زرقاؔ مئے اخلاص سے رقصاں ہیں شجر بھی
یہ بات الگ ہے کہ یہ مئے نوش نہیں ہیں





ڈاکٹر عبدالقدیر خان

عبدالقدیر خان کو کرتے ہیں ہم سلام
جس نے ہمارے ملک کا روشن کیا ہے نام

کہ اس وطن کو ایٹمی قوت بنا گیا
اس مٹی میں شعور کے پودے لگا گیا

احسان اس کا ہم سے چکایا نہیں گیا
روشن یہ آفتاب جو زیرِ زمیں گیا

اس مردِ حق کا کوئی بھی نعم البدل نہیں
جگمگا گیا ہے یہ وطنِ پاک کی جبیں

اس کو خراج پیش کرے مل کے ساری قوم
لیکن کچھ اور طرح کی ہے یہ ہماری قوم

یہ قوم محسنوں کو کہاں یاد رکھتی ہے
یہ صرف اپنا سود و زیاں یاد رکھتی ہے

دی جاتی ہیں اذیتیں محسن کو بھی یہاں
یہ قوم مصلحت کے سمندر میں ہے نہاں

غالب رہے گا نام ہمیشہ قدیر کا
زرقاؔ کے لب پہ ذکر ہے اس باضمیر کا



چھ ستمبر

چھ ستمبر کو ملی فتح مبیں
ہو گئی حیران بھارت کی زمیں

اس پہ اک لرزہ سا طاری ہوگیا
فوجیوں کا قہر جاری ہو گیا

فوج نے للکارا اس انداز سے
دشمنوں کو مارا اس انداز سے

توڑے یوں منہ بھارتی افواج کے
بند اس پر ہو گئے سب راستے

ہو گیا برباد خطہ ہند کا
ہم نے یوں بدلہ تھا نقشہ ہند کا

قوم کے ہمراہ چل دی ساری فوج
اور لگا کر ضرب آئی کاری فوج

زرقاؔ غالب ہے ہماری پاک فوج
مانتی ہے دنیا، ہے بیباک فوج





یہ پاک زمیں، میرا وطن میرا چمن ہے
اس کے لئے حاضر یہ میری جان یہ تن ہے

دشمن مری سرحد پہ کھڑے ہیں کہ لڑیں گے
اس بار گلشن میں تو شدت کی گھٹن ہے

مخلص ہے ہر اک فرد مری ارضِ وطن کا
ہر شخص یہاں جذبۂ خدمت میں مگن ہے

وہ دیکھ نہیں سکتا مجھے ایٹمی طاقت
کیوں اتنی بلندی پہ ہوں دشمن کو جلن ہے

میں قوم کے کام آؤں کسی طور پہ اکثر
دن رات یہی فکر، یہی میری لگن ہے

زرقاؔ مجھے مطلوب ہے ہر شخص کی راحت
اخلاق و مروت ہی فقط میرا چلن ہے



O

ہائے　　مرے　　کشمیر
ہائے　　مرے　　کشمیر
ہائے　　دلِ　　دلگیر

میرے بہنوں بھائیوں پر یہ قدغن یہ تعزیر
کلیوں جیسی بیٹیوں یہ وادی میں تحقیر
ہائے مرے کشمیر۔۔ہائے دلِ دلگیر

سری نگر کی گلی گلی میں سناٹے کا ہے راج
بچے بوڑھے مائیں بہنیں ہر شے کو ہیں محتاج
ہائے مرے کشمیر۔۔ہائے دلِ دلگیر

غیرت کا نکلے ہے جنازہ، ظلم کا یہ طوفان
عظمتِ رفتہ گھائل گھائل، عزت لہولہان
ہائے مرے کشمیر۔۔ہائے دلِ دلگیر

چن چن کر لاکھوں کو زرقاؔ کیا گیا برباد
دل روتا ہے اور ہر لمحہ کرتا ہے فریاد
ہائے مرے کشمیر۔۔ہائے دلِ دلگیر



انسانیت

انسانیت میں جس کا بھلا ہو وہ کام کر
اپنے بڑوں کا حد سے سوا احترام کر

یہی تیری نجات کا باعث ہے حشر میں
ذکرِ رسول ذکرِ خدا صبح شام کر

ایسا خلوص و عجز بسا اپنے قلب میں
گزرے جو تیرے پاس سے اُس کو سلام کر

بغض و عناد کینہ و نفرت کو چھوڑ دے
انسانیت کا جو ہے پیام اس کو عام کر

احساس کی بہار سے چُن آگہی کے پھول
تسکین ملے جہاں سے وہاں پر قیام کر

اپنوں سے ایسے مِل تیرا دشمن نہ کوئی
روشن جہاں میں اپنی محبت کا نام کر

زرقاؔ نسیم یہ ہے قرینہ شعور کا
پیش اپنے پیش رو کو عقیدت کا جام کر



سیاست

سیاست سے تو دلچسپی نہیں رکھتی ہوں میں لیکن
جو سچا ہو وہی اچھا سیاست دان ہے میرا

میں ان جھوٹے بیانوں پر بھروسہ کر نہیں سکتی
بھروسہ رب پہ کرتی ہوں کہ وہ ایمان ہے میرا

مجھے اس کے سبھی پھولوں سے الفت ہے عقیدت ہے
میرا یہ دیس جو گلشن ہے پاکستان ہے میرا

مرے قائد نے فرمایا تھا آنے والی نسلوں سے
اسے آباد رکھنا کیونکہ حرف جان ہے میرا

دیانت جس میں ہو زرقاؔ جو خدمت گارِ ملت ہو
وہی ہے بادشاہ میرا وہی سلطان ہے میرا



اسٹیٹ لائف انشورنس

پھولوں کی اک سوغات ہے ۔۔۔اسٹیٹ لائف انشورنس
گویا سکونِ ذات ہے ۔۔۔اسٹیٹ لائف انشورنس

ہر عہد میں ہر شہر میں
دنیا کے غم کی نہر میں
ردِ غم و آفات ہے ۔۔۔ اسٹیٹ لائف انشورنس
ہر دم ہر اک کے سات ہے ۔۔۔اسٹیٹ لائف انشورنس

تعلیم کا بیمہ بھی ہے
تدریس کا زینہ بھی ہے
ہر اک قدم کی بات ہے ۔۔۔ اسٹیٹ لائف انشورنس
خوشیوں کی اک برسات ہے ۔۔۔اسٹیٹ لائف انشورنس

شادی بیاہ یا لینا ہو مکاں

ہے ساتھ اس کا جاوداں

اب شاملِ بارات ہے ۔۔۔ اسٹیٹ لائف انشورنس

غم اور خوشی میں سات ہے ۔۔۔اسٹیٹ لائف انشورنس

پالیسیاں آسان ہیں

مظبوط عالی شان ہیں

اس کی تو کیا ہی بات ہے ۔۔۔اسٹیٹ لائف انشورنس

کیونکہ یقینِ ذات ہے ۔۔۔اسٹیٹ لائف انشورنس



دل سے دل تک

پہنچے گا دل کا افسانہ، دل سے دل تک
تکتا رہ جائے گا زمانہ، دل سے دل تک

آخر اک دن اللہ تک بھی پہنچے گی
تم اپنی آواز اٹھانا، دل سے دل تک

رشتوں کو کمزور نہ ہونے دینا ہرگز
جب بھی نبھانا دل سے نبھانا، دل سے دل تک

دنیا کی پرواہ نہ کرنا دنیا تو پھر دنیا ہے
جب بھی کوئی قدم بڑھانا، دل سے دل تک

میں گلشن کو جلتے دیکھ نہیں سکتی
میرا فرض ہے آگ بجھانا، دل سے دل تک

جا ہی پہنچتا ہے مالک کے فضل و کرم سے
زرقؔا میرا ہر افسانہ، دل سے دل تک



چادر

چادر ہے جس کا نام وہ حرمت کا نام ہے
جو پیکرِ حیا ہے وہ عورت کا نام ہے

کچھ بھی نہیں قبول کسی کی طرف سے ہو
میری سفید پوشی بھی عزت کا نام ہے

میں چاہتی ہوں ملک کو اپنے سنواروں
یہ ویلفیئر سوسائٹی خدمت کا نام ہے

رب کی رضا پہ سر کو جھکانا ہے نیک کام
دنیا میں ہر سکون کا راحت نام ہے

سوسائٹی بنائی ہے چادر کے نام پر
یہ میری چاہتوں مری اُلفت کا نام ہے

خاتون سر برہنہ دکھائی نہ دے مجھے
چادر اسی لیئے مری عظمت کا نام ہے

رکھا تھا والدین نے صد احترام سے
زرقاؔ نسیم ان کی اطاعت کا نام ہے



اے زندگی

مشکلوں میں ڈوب جا یا رقص کر اے زندگی
ساتھ دوں گی جا بہ جا اب عمر بھر اے زندگی

ایک مشکل حل ہوئی تو دوسری سر پر پڑی
اِس پریشانی میں کیسے ہو بسر اے زندگی

راستے کے مرحلے طے ہوں کسی کی یاد میں
کس قدر آسان ہے ایسا سفر اے زندگی

کس سے کیا کہنا ہے کیا کہنا نہیں ہر موڑ پر
یہ بڑی مدت میں آتا ہے ہنر اے زندگی

راستے ہیں سینکڑوں اور ایک ہی منزل ہے موت
تیری اپنی ہے انوکھی اک ڈگر اے زندگی

آبرو مندی سے کی ہے زندگی میں نے نسیم
مجھ پر تہمت باندھتی ہے شرم کر اے زندگی

تو نے زرقاؔ کو ستایا ہے بہت ہر موڑ پر
تو اگر ایسی ہے تو پھر ڈوب مر اے زندگی



دنیا

یہ پھولوں کی سیج نہیں، ہم دنیا جس کو کہتے ہیں
لوٹ کے واپس آ نہیں سکتا، لمحہ جس کو کہتے ہیں

صرف وہی اِس راہ کا راہی جس کی ہمت ہو مظبوط
لمبی مُسافت کا رستہ ہے صحرا جس کو کہتے ہیں

منظر میں کچھ اور ہے لیکن پسِ منظر میں اور ہی ہے
ویسا تو ہوتا ہی نہیں ہے جیسا جس کو کہتے ہیں

ہم سادہ دل لوگوں کی تقدیر بھی کیا تقدیر ہوئی
غیر نکل آتا ہے اک دن اپنا جس کو کہتے ہیں

محفل میں حیران وہ دیکھو کتنا دکھائی دیتا ہے
سُن لیتا ہے ساری باتیں بہرہ جس کو کہتے ہیں

اب تک ہم نے یہ دیکھا ہے آپ اگر خود اچھے ہیں
اچھا ہی بن کر رہتا ہے اچھا جس کو کہتے ہیں

زرقؔا میری خوش بختی ہے یہ اِس پر نازاں ہوں میں
بالکل باپ ہی جیسا ہے وہ بابا جس کو کہتے ہیں



بارش کے بعد

خوب نِکھرے ہیں زمین و آسماں بارش کے بعد
کیسا چمکیلا ہے صحنِ گلستاں بارش کے بعد

میں نے یخ بستہ ہواؤں کے سمندر طے کئے
تب نظر آئی ہے شکلِ صاحباں بارش کے بعد

دیکھتے ہیں لوگ لیکن سوچتا کوئی نہیں
کچھ گھروندوں کا ہوا کتنا زیاں بارش کے بعد

موتیوں جیسی سجل بوندوں سے آنکھیں بھر گئیں
دُھند سی ہے میرے تیرے درمیاں بارش کے بعد

اے اکیلی کونج! تجھ سے پوچھنا ہے مجھے
ہے کہاں تیرا اثیرِ کارواں بارش کے بعد

شعر کہنے کی بجائے آج تو باہر چلیں
کتنا سُندر ہوگا باہر کا سماں بارش کے بعد



عورت

یہ عورت ہے جو اپنے دل میں سب کا درد رکھتی ہے
جگر میں عشق کی گرمی ہے لہجہ سرد رکھتی ہے

پڑے ہیں راستے کی سختیوں سے پاؤں میں چھالے
لباسِ زندگانی پر سفر کی گرد رکھتی ہے

بہت سے لوگ آسانی سے اس کا توڑتے ہیں دل
یہ اپنی ڈائری میں درج اک اک فرد رکھتی ہے

گلہ جتنا بھی ہو اس کو زمانے بھر کے مردوں سے
مگر ہر دم بیاں میں احترامِ مرد رکھتی ہے

یہی عورت کہ جو مریم بھی ہے اور فاطمہ بھی ہے
بنے زینب تو ہونٹوں پر اک آہِ سرد رکھتی ہے

حیا ہے اس کی زیبائی، شرافت اس کا زیور ہے
ارم زیرِ قدم رکھتی ہے، دل میں درد رکھتی ہے

کبھی زرقاؔ سے بھی آکر کسی ہمدرد نے پوچھا
بہاروں میں بھی تو کیوں اپنا چہرہ زرد رکھتی ہے



جینے نہیں دیتے

سانسوں کی اجازت یہ کمینے نہیں دیتے
پاکیزہ سے رشتوں کو بھی جینے نہیں دیتے

ہم اشک بھی پیتے ہیں تو پینے نہیں دیتے
یہ لوگ کسی حال میں بھی جینے نہیں دیتے

حق بات کہے کوئی تو کہنے نہیں دیتے
خاموش بھی انسان کو رہنے نہیں دیتے

ہم دکھ بھی مگر سہیں تو ہمیں سہنے نہیں دیتے
یہ ظالم لوگ ہیں کسی حال بھی رہنے نہیں دیتے

تُف اہلِ کرم کے ہیں لبادے میں ستمگر
پتھر کی شکل ہیں یہ نگینے نہیں دیتے

ہم موت بھی مانگیں تو گوارہ نہیں کرتے
تم ہو کہ کسی حال میں جینے نہیں دیتے

زرقاؔ یہ جگر چاک ہے اور میرے رفو گر
اس درجہ ہیں ظالم کہ سینے نہیں دیتے



چراغ

بُجھے چراغ کوئی پھر سے کیوں جلانے لگا ہے
جو درد سوئے ہوئے تھے اُنہیں جگانے لگا ہے

وہ اُس کی جھیل سی آنکھوں میں کھلے پیارے کنول
وہ پھول اب مرے دامن میں کیوں کھلانے لگا ہے

دل و دماغ پہ مرے کچھ ایسے چھانے لگا ہے
کہ روز خواب میں آکر مجھے ستانے لگا ہے

وہ کون ہے جو مرے راستوں سے چن کر خار
گلاب پیار کے راہوں میں پھر سجانے لگا ہے

مجھے وہ لے کے محبت سے اپنی بانہوں میں
وہ اپنے دل میں مرے رنج و غم بسانے لگا ہے





مری آنکھوں سے جو نکلتے دیکھے آنسو
ترے دامن پہ گرے دیکھے ہیں

جو بڑے نام ہیں ان میں ہم نے
جھوٹے کردار چُھپے دیکھے ہیں

کیا بتائیں کہ تری محفل میں
بے وفا کتنے بڑے دیکھے ہیں

کون سے دور میں ہم زندہ ہیں
لوگ فرقوں میں بٹے دیکھے ہیں

پھول جو لائے تھے ہاتھوں میں وہ
اُنکی راہوں میں بچھے دیکھے ہیں

میری بینائی نے یوں بتایا ہے
لوگ اندر سے مرے دیکھے ہیں

شہرِ فن میں جنھیں جلنا تھا زرقاؔ
وہ دیئے ہم نے بجھے دیکھے ہیں





ہر ایک کے درد کو سینے میں ڈال لیتے ہیں
جو گِر پڑے تو اُسے ہم سنبھال لیتے ہیں

مزاج اپنا زرا صوفیانہ رکھتے ہیں
سفید رنگ کا آنچل یا شال لیتے ہیں

شُمار کرنی ہو جن کو مسافتِ ہستی
تو سب سے پہلے ہماری مثال لیتے ہیں

ہم عورتیں ہیں کہ چارہ گر؟ خدا جانے
کہ مشکلوں کے بھی ہم حل نکال لیتے ہیں

انہیں پتہ ہی نہیں کیا گزری ہے ہم پر
خبر ہماری وہ کب حسبِ حال لیتے ہیں

بحال رکھتے ہیں زرقاؔ سدا طبیعت کو
اپنے دل کو زرا دیکھ بھال لیتے ہیں



حوالے

تو اپنی روشنی کے حوالے نہ دے مجھے
خورشید ہے تو پاؤں کے چھالے نہ دے مجھے

ایسے سفر قبول میں کرتی نہیں کبھی
جو تیرگی میں دن کے اجالے نہ دے مجھے

شک مجھ کو تیری ذات پہ ہر گز نہیں مگر
اندھی بصارتوں کے حوالے نہ دے مجھے

جن میں حرام رتی برابر بھی ہو شریک
رب کریم ایسے نوالے نہ دے مجھے

اے زندگی جو دیکھیں فقط ظاہری چمک
ایسے کبھی بھی دیکھنے والے نہ دے مجھے

زرقاؔ کو ہے خبر کہ فلاں شخص کون تھا
تاریخ دان ایسے حوالے نہ دے مجھے





ہمیشہ دل کی بات کا ہوتا اثر کچھ ہے
پتہ چلتا ہے انسان کا خلوص کارگر کچھ ہے

یہ اک اخلاص کا بندھن ہے اک پاکیزہ بندھن ہے
وہ میرا کچھ نہیں لگتا مگر کچھ ہے مگر کچھ ہے

بظاہر راستہ چلنے میں دشواری نہیں لگتی
یہ منزل پر ہمیں معلوم ہوتا ہے سفر کچھ ہے

یہ دو چہرے کسی انسان کو کب زیب دیتے ہیں
اک ایسا شخص کیا ہے جو اِدھر کچھ ہے اُدھر کچھ ہے

تجھے معصوم سمجھی تھی مگر اب یہ کھلا مجھ پر
تیری آنکھیں ہیں کچھ اور تیرا اندازِ نظر کچھ ہے

یہ چادر ہی تو سمجھاتی ہے دنیا بھر کے اے لوگو!
جہاں کی بھیڑ میں زرقاؔ پکاری چارہ گر کچھ ہے



وفا

وفا کی ناؤ تھی شرمندۂ ساحل نہ ہو پائی
مگر ترکِ تعلق پر بھی میں مائل نہ ہو پائی

ضرورت نے جھنجھوڑا آرزوؤں نے بہت چاہا
مگر دامن نہ پھیلایا کبھی سائل نہ ہو پائی

زمانے بھر نے سمجھایا مجھے احباب نے روکا
کسی سے بے وفائی پر کبھی قائل نہ ہو پائی

جو میرے پاس تھا کھویا جو میرا ہے کسی کا ہے
یہی کافی نہ تھا خود کو بھی میں حاصل نہ ہو پائی

بڑی آسائشیں ممکن تھی میرے واسطے لیکن!
کبھی پل بھر بھی اپنے فرض سے غافل نہ ہو پائی

مسلسل غم اٹھا کے مسکرانا میرا شیوہ ہے
زمانے کی جفاؤں سے بھی میں گھائل نہ ہو پائی

لہو بھی کھولتا ہے اور مجھے غصہ بھی آتا ہے
محبت اور نفرت میں حدِ فاصل نہ ہو پائی

چلو مانا کہ مجھ کو آ گئی ہے شاعری زرقاؔ
مگر اپنی جگہ یہ بھی کسی قابل نہ ہو پائی





مجھ سے مقابلے کا ارادہ کسی کا ہے
غم مجھ سے بڑھ کے اور زیادہ کسی کا ہے؟

میری طرح سے رویا ہے کیا عمر بھر کوئی
اشکوں سے تر بہ تر یہ لبادہ کسی کا ہے؟

اک کشمکش رہتی ہے انکار کر کے بھی
تجدید دوستی کا ارادہ کسی کا ہے؟

وہ سر جھکا کے مان لے میری بات کو
لیکن مزاج اتنا بھی سادہ کسی کا ہے؟

سب ہیں مسافرانِ رہِ آرزو مگر
منزل نہیں کسی کی نہ جادہ کسی کا ہے

زرقاؔ میں اتنا ملتی ملاتی نہیں مگر
شوقِ سلام مجھ سے زیادہ کسی کا ہے؟





کچھ ہنساتا ہے کچھ رُلاتا ہے
کوئی جب مجھ کو یاد آتا ہے

درد دل میں کہاں سماتا ہے
میری آنکھوں سے پھوٹ جاتا ہے

دل اُسی بے وفا پہ آتا ہے
اپنا ہو کر جو دل دکھاتا ہے

پاس جب ہو تو دل لُبھاتا ہے
دور جاتا ہے بھول جاتا ہے

عشق بازی ہے پیار کی ایسی
جیتنے والا ہار جاتا ہے

پیار میں کچھ سمجھ نہیں آتا
کون کھوتا ہے کون پاتا ہے

پیار اس کو بھی تجھ سے ہے زرقاؔ
دیکھتے ہی جو مسکراتا ہے





چھوٹے موٹے سے مسائل کو بھی اُلجھن سمجھے
کیا عجب لوگ تھے احباب کو دشمن سمجھے

تم نے بس مجھ کو فقط ایک لبادہ سمجھا
تُم مری روح کو سمجھے نہ مرا من سمجھے

جو جہاں بھر کے سب اسرار سمجھ لیتا ہے
اُس کی مرضی ہے جب چاہے مرا فن سمجھے

کس قدر پیار ہے اِس چاند کے شیدائی کو
جو تھکے ماندے سے چہرے کو بھی گرہن سمجھے

اِتنے سادہ تو نظر ہی نہیں آتے تھے تم
پھر مرے صحن کو کیوں اپنا ہی آنگن سمجھے

زرقاؔ اِس عہد میں جینا تو بہت مشکل تھا
ایک ہم تھے کہ نہ الجھن کو بھی الجھن سمجھے





ہر اک خوف دل سے نکال رکھیئے
بس آپ اپنا خیال رکھیئے

یہی خوش دلی امتیاز آپ کا
یہی اک تبسم سنبھال رکھیئے

سرِ بزم جب ذکر ہو مہوشوں کا
تو روبرو اک مثال رکھیئے

جو اب تک اُن کا آئے نہ آئے
لبوں پہ اپنے سوال رکھیئے

اجی چھوڑیئے ذکرِ حالات زرقاؔ
نگاہوں میں اُن کے جمال رکھیئے



برسات

یہاں ہوتی ہے پیار کی برسات
آگہی کے وقار کی برسات

کھیل جب ہاتھ سے نکل جائے
ہوتی ہے اختیار کی برسات

آدمی مَیں سے باہر آجائے
ہو یقیناً قرار کی برسات

اپنے آنسو زمیں کو سونپ دیے
ہم نے یوں کی آشکار کی برسات

ختم ہونے پہ آئے گی کسی دن
دوستوں انتظار کی برسات

بادلوں کو نہ گھر سے جانے دیا
ہم نے یوں بھی شمار کی برسات

لے گیا ہے وہ جیت کر مجھ کو
ہو گئی آج ہار کی برسات

دائرے سے نکل کے آؤں گی
ختم ہوگی حصار کی برسات

ساری دنیا کو کرتی ہے سر سبز
چشمِ پروردگار کی برسات

آج غالب ہے جس طرف دیکھو
زرقاؔ کے اعتبار کی برسات





نمٹ رہی ہوں اندھیروں سے اجالوں سے
میں خود کو ڈھونڈ رہی ہوں کئی حوالوں سے

ضرور خواب چھپائے ہیں اپنی آنکھوں میں
نظر چراتے ہیں جو ملنے جلنے والوں سے

کوئی تو صاحبِ قیس غور کر لیتا
کہ اس کا دشت ہے ویران گزشتہ سالوں سے

مفاہمت تو ضروری ہے زندگی کے لیئے
پر اتفاق ضروری نہیں خیالوں سے

اے آسمان! کبھی تو نے یہ نہیں دیکھا
کہ کیا سلوک ہے تیرا زمیں کے پالوں سے

ہمارے شوق نے صحرا کو کر دیا گلزار
کھلے ہیں پھول زمیں پر ہمارے چھالوں سے





سرد موسم میں کدھر جاؤں نکل کر گھر سے
یہ گلی دھوپ کا سرمایہ گنوا بیٹھی ہی

اب کے کس کرب کی گلشن میں بہار آئی ہے
حبس پہلو میں لیئے بادِ صبا بیٹھی ہے

اپنی آواز کا جادو نہ جگاؤں کیونکر
ایک کوئل جو میرے کاندھے پہ آ بیٹھی ہے

یہ جو چڑیا میرے آنگن میں چہکتی تھی روز
کون سے پیڑ کی ٹہنی پہ جا بیٹھی ہے

نظر آتے ہیں چمکتے ہوئے منظر مجھ کو
میری آنکھوں کے دریچوں میں ضیا رہتی ہے

سہما سہما سا نظر آتا ہے تیرا چہرہ
لگتا ھے تیرے پاس گُمِ قضا بیٹھی ہے

اُس کی روتی ہوئی آنکھوں سے پتا چلتا ہے
اپنے محبوب سے ہو کر جدا بیٹھی ہے

ہے ترا فن تیرے دکھ پہ غالب زرقاؔ
بن کے محفل میں تو تصویرِ وفا بیٹھی ہے





ہر کسی میں وفا نہیں ہوتی
ہر نظر آئینہ نہیں ہوتی

دل وہ انمول شے ہے دنیا میں
جسکی قیمت ادا نہیں ہوتی

ساتھ یہ عمر بھر نبھاتی ہے
زندگی بے وفا نہیں ہوتی

جب خوشی کا مقام ہو دل میں
غم کی آب و ہوا نہیں ہوتی

نیتوں میں اگر ہو کھوٹ کوئی
کار آمد دعا نہیں ہوتی

جاری رہتا ہے یہ زمانے میں
ظلم کی انتہا نہیں ہوتی

عقل کی ہو اُڑان جتنی بھی
فکر سے ماورا نہیں ہوتی

لاکھ سمجھاؤ اپنے آپ کو تم
دردِ دل کی دوا نہیں ہوتی

کوئی ہمدم اگر میسر ہو
زیست بے آسرا نہیں ہوتی

بس اسی بات کا تو رونا ہے
مجرموں کو سزا نہیں ہوتی

پھول افسُردہ رہتے ہیں غالبؔ
باغ میں جب صبا نہیں ہوتی

یہ ہے میرا مشاہدہ زرقاؔ
ہر نظر میں حیا نہیں ہوتی



O

تو جو یاد آ جائے
دل سکون پا جائے

نیند آنے لگ جائے
اک نشہ سا چھا جائے

وہ ہَوا تو ظالم ہے
جو دیا بجھا جائے

کس قدر ہے تنہا دل
کاش تو ہی آ جائے

پھر بہار کا جھونکا
ٹہنیاں ہلا جائے

آسماں کی سرحد تک
یہ مری دعا جائے

بھیج اک فرشتہ جو
نفرتیں مٹا جائے

چاہتوں کی اینٹوں سے
شہر کو سجا جائے





مری غزل میں جو حُسنِ خیال ہوتا ہے
فقط یہ تیری وفا کا کمال ہوتا ہے

وہ دور جائے تو خواہش ہو لوٹ آئے وہ
قریب آئے تو پھر کیوں ملال ہوتا ہے

فقط یہ شرط ہے روشن ہو میری سوچوں سے
ہر ایک لمحہ وہ لازوال ہوتا ہے

وہ چاند ہو یا کہ سورج یہ مقدر ہے اُن کا
طلوع کے بعد اُن کا زوال ہوتا ہے

وہ روشنی ہوں کہ ظلمت کو کاٹ دیتی ہوں
عطائے رب ہی یہ حسن و جمال ہوتا ہے

اداس کیوں ہو زرقاؔ، یہ لوگ پوچھتے ہیں
ہمیشہ مجھ سے یہی اِک سوال ہوتا ہے





زندہ دل تھی کس قدر، ناشاد کر کے رکھ دیا
عالمِ تنہائی نے برباد کر کے رکھ دیا

میں نے جسے سائباں سمجھا تھا اُسی ہمدرد نے
خوش و خرم تھی مجھے ناشاد کر کے رکھ دیا

کچھ دیر کی مہلت تو دی سیرِ چمن کی، بعد میں
اس نے پنجرے میں مجھے آزاد کر کے رکھ دیا

اک معزرت کا لفظ اور پھر ایک گہری خامشی
گویا خیالِ خاطر ناشاد کر کے رکھ دیا

پہلے اِک دیا جلایا امید کا، احسان کا
پھر طاقِ نسیاں پر کیوں یاد کر کے رکھ دیا

نیند سے جاتی رہی زرقاؔ تھکن اس جسم کی
خواب میں آ کے مجھے دلشاد کر کے رکھ دیا





دن گزرتا نہیں رات ڈھلتی نہیں
حسرت ہے کہ دل سے نکلتی نہیں

تجھ کو ملنے پر بھی دیکھا ہے
دل کی حالت کیوں سنبھلتی نہیں

ہزاروں غم ہیں مسکراتی ہوں میں
کیا کروں یہ عادت بدلتی نہیں

میرے چار سُو سناٹا ہے
آرزو بھی کوئی مچلتی نہیں

کتابوں میں محفوظ کر کے رکھتی ہوں
میں کسی پھول کو بھی مسلتی نہیں

یہی زرقاؔ میں اک اچھائی
راز اپنا کبھی اگلتی نہیں





آتی نہیں ہے کام وفا، میں نے دیکھا ہے
دنیا ہے بزم جور و جفا، میں نے دیکھا ہے

ممکن نہیں جو فہم و فراست کے زور پر
ہوتا بزورِ حُسن و ادا، میں نے دیکھا ہے

وہ بھی جو میرا ذہن تصور نہ کر سکا
آنکھوں سے اپنی ہوتا ہوا، میں نے دیکھا ہے

مت پوچھیئے گزرتی ہے کیا دل پہ ہم نشیں
ہوتے ہوئے کسی کو جدا، میں نے دیکھا ہے

ملتی ہے ترکِ حق کی سزا، میں نے دیکھا ہے
ہوجاتا ہے خدا بھی خفا، میں نے دیکھا ہے

راہبر ہی راہزنی کرے جس دیس میں
چِھن جاتی ہے سروں سے ردا، میں نے دیکھا ہے

وہ دور آگیا ہے کہ اہلِ کتاب کو
کہتے ہوئے سزا کو جزا، میں نے دیکھا ہے

زرقاؔ یہ بزمِ ناز ہے خاموش ہی رہو
ملتی ہے بولنے کی سزا، میں نے دیکھا ہے





مضمون جو شعروں میں بیاں ہوتا رہا ہے
مفہوم نگاہوں سے عیاں ہوتا رہا ہے

کہنے کو تو پانی ہے مگر وادی دل میں
ہر اشک مرا شعلہ فشاں ہوتا رہا ہے

دو چاہنے والوں کو کبھی ملی ہے منزل
ایسا مرے معبود کہاں ہوتا رہا ہے

جذبہ ہی کچھ ایسا ہے محبت، کہ بصدِ شوق
ایامِ ضعیفی میں جواں ہوتا رہا ہے

آنکھوں نے مری روشنی پائی تو ہے لیکن
جلنے سے مگر دل بھی دھواں ہوتا رہا ہے

ہونٹوں سے تو ممکن نہ ہوا، شرم کے مارے
آنکھوں سے تو مفہوم بیاں ہوتا رہا ہے

وہ لوگ یہاں آ کے مکیں کیوں نہیں ہوتے
جن کے لئے دل ہی مکاں ہوتا رہا ہے

اِک معرکہ ضبط فغاں ہوتا رہا ہے
ہر روز ہی احساسِ زیاں ہوتا رہا ہے

زرقاؔ کبھی خود سے بھی ذرا پوچھ، تجھے کیوں؟
غیروں پہ بھی اپنوں کا گماں ہوتا رہا ہے





ہم تو ہر زخم کے حق میں رہے مرہم کی طرح
لوگ کیسے بدل جاتے ہیں موسم کی طرح

ذہن میں اور کوئی بات نہیں اے معبود!
دل اطاعت میں جھکایا ہے سرِ خم کی طرح

دکھ مری ذات کے دنیا نے بھی دیکھے ہوں گے
دل بھی روتا ہے دیدہِ پرنم کی طرح

آج بھی چہرے سے ظاہر نہیں ہونے دیتی
تر و تازہ نظر آتی ہوں ہم دم کی طرح

ہم تو زرقاؔ نہیں بدلیں گے کسی بھی صورت
دنیا کیسے یہ بدل جاتی ہے موسم کی طرح





کھڑکی نہ کرو بند، ہوا آنے دو
تاریک فضاؤں میں ضیا آنے دو

سیلاب کی دہشت سے نہ پگھلو یارو
اِن خشک زمینوں پہ گھٹا آنے دو

یہ دودھ کی پوریں ہیں گلاب ہوں گی
ٹھرو تو سہی، رنگِ حنا آنے دو

وہ منصف ہے، کرے گا انصاف
تم صبر کرو، روزِ جزا آنے دو

اے سنگ زنو! ایسی بھی جلدی کیا ہے
رُک جاؤ مرے لب پہ دعا آنے دو

شہرت پہ حسد کرتی ہے دنیا تو کرے
آتا ہے اگر سنگِ جفا تو آنے دو

کردار سے گفتار سے ہو جائے گی پہچان
زرقاؔ اُسے قریب زرا تو آنے دو





ہے زندگی کا مقصد اوروں کے کام آنا
ہر صبح کام آنا، ہر شام کام آنا

میں دوسروں کے حق کو تسلیم کر رہی ہوں
لازم نہیں ہے ہر سُو مرا ہی نام آنا

مرشد کے در پر حاضر ہونا ہے کام مرا
معمول بن چکا ہے بہرِ سلام آنا

گر چاہتے ہو رہنا دنیا میں آبرو سے
مرے مرشد کی چوکھٹ کو تھام آنا

زرقاؔ نسیم میں تو اُن کی مریدنی ہوں
سائے میں اُن کے رہنا یا زیرِ بام آنا





تم کسی اور کے پجاری تھے
ہم فقط آس کے بھکاری تھے

پھر بھی میرا بدن نڈھال نہ تھا
درد اعصاب پر بھی طاری تھے

جسم کے زخم بھر چکے کب کے
زخم دل پر لگے وہ کاری تھے

آج کیوں خوش مجھے دکھائی دیے
وہ جو مصروفِ آہ و زاری تھے

وہ بھی دن تھے کہ ہم بھی زرقاؔ نسیم
ہم سب ماں باپ کے پجاری تھے





تم سے نہیں تو کس سے کہوں گی میں حالِ دل
تم ہی سمجھ سکو گے ہمارا سوالِ دل

یہ تو طلوعِ درد ہے چہرہ ہے زرد زرد
کہتی ہے غالباً اسے دنیا زوالِ دل

انسانیت کے نام پہ ہر بے دام جو بِکے
لیکن سدا رہے گا جہاں میں کمالِ دل

اک حال میں تو رہتا نہیں آدمی سدا
قائم عروجِ دل ہے نہ دائم زوالِ دل

زرقاؔ اگر ملیں نہ مجھے اپنے غم گسار
کس سے میں کہہ سکوں گی بھلا اپنا حالِ دل





عشق کرتے ہیں تو ڈرتے نہیں تلواروں سے
سبقت لے جاتے ہیں وہ سارے سالاروں سے

ملنے جاتے ہیں انہیں زخمِ تمنا لے کر
دور ہم رہ تو نہیں سکتے کبھی پیاروں سے

سر جھکائے ہوئے اب وقت گزر جاتا ہے
اپنا بھی ایک تعلق رہا دلداروں سے

عشق کا نشہ ہی کافی ہے جوانی کے لئے
واسطہ اپنا پڑا ہی نہیں میخواروں سے

تو نے جب سے مرے کوچے کو چھوڑا ہے پیارے
سر پٹختے ہیں لپٹ جاتے ہیں دیواروں سے

رب نے چاہا تو زیارت کو چلے جائیں گے
اب بلاوے ہمیں آجائیں گے درباروں سے

زرقاؔ اس ظلم کی نگری میں بھی ہم زندہ ہیں
جب تہی دست پلٹ آتے ہیں بازاروں سے





آپ ہیں گر میرے مسیحا تو مسیحائی کریں
سب سے پہلے تو علاجِ غمِ تنہائی کریں

دیوتا جس کو سمجھتے ہوئے گزرے دن رات
کیسے ممکن ہے کہ اس شخص کی رسوائی کریں

کاش دنیا کو وہ خود دیکھ سکے راحت سے
ایسا ممکن ہو تو پھر درپیش بینائی کریں

آج آئے ہیں تو کچھ دن میں چلے جائیں گے
دکھ تو مہماں ہیں چلو اِس کی پزیرائی کریں

بس وہی دیکھتا تھا دیوی ہمیں مندر کی
دوسروں کے لئے کیا خواہش یک جائی کریں

کوہ پیمائی کا شوق ہے بچپن سے مجھے
مناظر سے بھی بنتا ہے شناسائی کریں

زرقاؔ کا یہ شیوہ ہے بزرگوں کا احترام
اُن کا بھی یہ فرض ہے کہ حوصلہ افزائی کریں





راستے میں مل گئے جب ہمسفر اُس شہر کے
ہمسفر یوں بھی غنیمت ہیں مگر اُس شہر کے

دل کی آنکھیں ڈھونڈ لیتی ہیں مقامِ آبرو
راستے ہم بھول بھی جائیں اگر اُس شہر کے

کیوں خموشی چھا گئی ہے آج کل چاروں طرف
قاتلوں سے مل گئے کیا چارہ گر اُس شہر کے

اب ہوا کے زور سے گر جاتے ہیں شاخوں سے یہ
گویا بوڑھے ہوگئے اکثر شجر اُس شہر کے

سختیاں تو آج بھی موجود ہیں ہر گام پر
سو گئے کیا واقعی اہلِ نظر اُس شہر کے

کس دباؤ نے چھین لیں بستی کی ساری رونقیں
ہوگئے ہیں کیوں مکیں دربدر اُس شہر کے

زرقاؔ اکثر سوچتی ہوں انتہائی کرب سے
کس جہاں میں کھو گئے ہیں خوش نظر اُس شہر کے





وہ میرے شہر میں رُکنے کا قصد گر کرتے
بہت جگہ تھی مری دھڑکنوں میں گھر کرتے

کوئی کشش تو ہے حدِ آسماں سے پرے
وگرنہ لوگ خلاؤں میں کیوں سفر کرتے

عبث چراغ جلائے ہیں تُو نے شامِ کے بعد
میرے جذبات میرے اشکوں کو گوہر کرتے

نہ کی نمائش زخم طلب کسی صورت
اگر یہ ہوتا تو تدبیر، چارہ گر کرتے

سفر اکیلے کیا دھوپ کے بیاباں میں
انا پرست تھے ہم، سایہ کیوں شجر کرتے

ہم اہل درد، سخن فہم شہر کے باسی
کہاں شکایتِ ناقدریِ ہنر کرتے

تمام لوگ اگر زرقؔا دردِ دل رکھتے
تو قدر میری یہاں لوگ عمر بھر کرتے





کو بہ کو خاک بسر میری محبت ہو گی
تم اگر ساتھ نہ دو گے تو کیسے کفالت ہو گی

گر مرے حق میں مجھے کوئی گواہی نہ ملے
اپنے جذبوں کی بھلا کیسے وکالت ہو گی

جھوٹ میں بول نہیں سکتی کسی بھی صورت
میری ہر بات میں اس دل کی صداقت ہو گی

بعد میں بات کریں گے ذرا ہم آپس میں
تم کو درکار اگر کوئی وضاحت ہو گی

یہ تو دنیا ہے شب و روز بدلنے والی
کبھی ہوتی تھی مگر اب نہیں جرات ہو گی

بات محفل میں کروں گی تو برا مانو گے
پھر سہی، ہم کو میسر کبھی خلوت ہو گی

زرقاؔ میں آئی ہوں اس بزم میں اپنوں کے لئے
مجھ کو درکار نہ شہرت تھی نہ شہرت ہو گی





اک شخص مجھ کو چھوڑ کے واپس چلا گیا
شائد کہ یاد اُس کو کوئی کام آ گیا

ساحل پہ ڈھونڈتی رہی میں اُس کو دیر تک
لہروں کے ساتھ جانے وہ کدھر چلا گیا

سایہ بنا وہ میرے لئے رہگزار میں
اُس کا خیال مری روح پہ چھا گیا

آنکھوں کی راہ دل میں وہ اترا کچھ اس طرح
کانٹوں بھری حیات کو گلشن بنا گیا

اب کیسے بھول جاؤں اُس مہربان کو
وہ دیکھتے ہی دیکھتے اپنا بنا گیا

زرقاؔ نسیم آئینہ دیکھا تو یہ کھلا
وہ میرا عکس بن کے مرے پاس آ گیا





تخلیق کے سفر میں نویلی نہیں ہوں میں
ہمراہ میرا دل ہے پہیلی نہیں ہوں میں

کب زندگی نے مجھ کو کوئی غم نہیں دیا
کب حادثاتِ دہر سے کھیلی نہیں ہوں میں

ہر انجمن کو چھوڑ کے میں اُس کی ہوگئی
تنہائیوں کی ایسی سہیلی نہیں ہوں میں

فن کے علاوہ سینکڑوں مصروفیات ہیں
بس یہ رکھیں خیال کہ ویلی نہیں ہوں میں

کن مشکلوں کا سامنا میں نے نہیں کیا
کیا کیا عذاب زیست کے جھیلی نہیں ہوں میں

صد شکر خدا کی رحمت ہے میرے ساتھ ساتھ
دنیا میں اب زرقاؔ اکیلی نہیں ہوں میں





راحت جاں کی ہے طلب اور ہمیں کیا چاہیے؟
دل میں میرے رب اور ہمیں کیا چاہیے؟

دل قناعت کے زر و مال سے معمور
اب نہیں کوئی غیر طلب اور ہمیں کیا چاہیے؟

نیند آتی ہے سکوں سے ہمیں بعدِ از نماز
اتنی راحت ہو تو تب اور ہمیں کیا چاہیے؟

آنے والی نسلوں کو پانی کثرت سے ملے
ہوں نہ وہ تشنہ بلب اور ہمیں کیا چاہیے؟

لوگ محفل میں پزیرائی کریں احترام سے
اتنی شہرت تو ہے اب اور ہمیں کیا چاہیے؟

لوگ آپس میں رہیں مل جل کے زرقاؔ نسیم
معجزہ ہو یہ عجب اور ہمیں کیا چاہیے؟





بُھلا دینا تمہیں آساں نہیں ہے
یہ میرے درد کا درماں نہیں ہے

تمہاری یاد کی اک کوٹھڑی سے
یہ دل آباد ہے ویراں نہیں ہے

کسی کے آنسوؤں میں ڈوب جائے
کوئی اب اتنا بھی ناداں نہیں ہے

میں اس کی دسترس میں آ چکی ہوں
یہ حیرت ہے کہ وہ حیراں نہیں ہے

خدا کو چھوڑ کر دنیا سے مانگے
تمنا اتنی بھی ارزاں نہیں ہے

اے زرقاؔ لوگ مجھ سے کہہ رہے ہیں
سمجھنا آپ کو آساں نہیں ہے





دلچسپ کوئی چیز نہیں کائنات میں
جب تک سکونِ قلب نہ ہو اپنی ذات میں

کل تک یہ لوگ خود بھی اپنی مشکلوں میں تھے
جو آج ٹوکتے ہیں مجھے بات بات میں

ہر اِک صفحے پہ لکھے ہیں الفاظ وقت نے
سادہ ورق رکھا ہی نہیں ہے حیات میں

محنت طلب ہے راہِ سخن، جانتی ہوں میں
کوشاں رہی ہوں فاعلتن فاعلات میں

کچھ سانحے ظہور کے ہیں منتظر ابھی
کچھ حادثے ہیں پھر کسی انساں کی گھات میں

رائے بدل تو سکتی ہے چاہے کسی کی ہو
تبدیل ہو تو سکتے ہیں دل ایک رات میں

کچھ رت جگے بھی چاہیے تخلیق کے لئے
شہرت کسی کو ملتی نہیں ہے زکوٰۃ میں





گھر کی جانب تو چلے جاتے ہیں ہم کام کے بعد
پھر بھی گھبراتا ہے کیوں اپنا دل شام کے بعد

رب کی قدرت نے عطا کی ہے پذیرائی مجھے
اور کیا چاہیے انساں کو اس انعام کے بعد

ساری دنیا مجھے بیگانی نظر آتی ہے
کچھ نہیں ہے مرے دیوار و درِ بام کے بعد

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارے جہاں سے ہے تری ذات عظیم
کوئی بھی جچتا نہیں نام ترے نام کے بعد

ایک لمحے کی بھی فرصت نہیں ملتی مجھ کو
کارِ دنیا تو کیا جاتا ہے آرام کے بعد

دکھ ہزاروں ہی مری طاق میں رہتے ہیں، مگر
زرقاؔ میں اور نکھر جاتی ہوں آرام کے بعد





جو اپنا بن نہ سکے اس سے کیا شکایت ہو
گلہ تو اس سے کریں جس سے کچھ رفاقت ہو

عجیب دوغلے کردار کا وہ مالک ہے
جو سب سے کہتا ہے تم آخری محبت ہو

بس اس لحاظ سے بے شک انا پرست ہیں ہم
ہم ایسی بزم میں جاتے ہیں جس میں راحت ہو

یہ بات سانپوں کی حد تک کوئی ضروری نہیں
ضرور ڈستا ہے وہ ڈسنا جس کی فطرت ہو

میں اس نتیجے پہ پہنچی ہوں دیکھ کر دنیا
وہ پیار، پیار نہیں جس میں بس تجارت ہو

تعلقات ہیں محدود میرے اس لیے زرقاؔ نسیم
اسی سے ملتی ہوں جس میں کچھ شرافت ہو





وہ جس کو یاد رکھنا تھا زمانہ بھول جاتی ہوں
حقیقت جس میں ہو ایسا فسانہ بھول جاتی ہوں

مری یادوں کے گلدانوں کو آخر کیا ہوا ہے یہ
ہوا جو پار دل کے وہ نشانہ بھول جاتی ہوں

نہ جانے مجھ میں ایسی کون سی شے ہوگئی داخل
خوشی ملتی ہے جب غم کا زمانہ بھول جاتی ہوں

مجھے بیتے دنوں کی یاد جب آتی ہے شدت سے
میں خود حیران ہوں اُن کو سنانا بھول جاتی ہوں

میری باتوں پہ جب بھی وہ خفا ہونے پہ آتا ہے
میں ہنس دیتی ہوں پر اُس کو منانا بھول جاتی ہوں

میرے الفاظ میں کوئی دلکشی ہے یا قباحت ہے
میں جو لکھتی ہوں وہ اُس کو سنانا بھول جاتی ہوں

وہ میرے خواب میں آتا ہے یادوں کا چمن لیکر
میں آخر نیند سے خودکو جگانا بھول جاتی ہوں

وہ جب بھی پھول لے کر راہ میں موجود ہوتا ہے
مجھے دیکھو میں اس رستے پہ جانا بھول جاتی ہوں

کسی تتلی نے میرے کان میں چپکے سے کہہ ڈالا
تمہیں دیکھوں تو میں اپنا ٹھکانہ بھول جاتی ہوں

وہ میرے سامنے آتے ہیں جب گلزار کی صورت
نجانے کیوں میں کچھ سننا سنانا بھول جاتی ہوں

بھری محفل میں کہہ دیتی ہوں افسانہ محبت کا
گزرتی ہے جو دل پر وہ چھپانا بھول جاتی ہوں

میں اپنے دِل میں اتنا نرم گوشہ رکھتی ہوں زرقاؔ
محبت میں کسی کو آزمانا بھول جاتی ہوں





ویران زندگی ہے جیسے جا رہے ہیں ہم
اک زہر ہے جس کو پیے جا رہیں ہیں ہم

ہر روز اک نیا زخم دے رہے ہیں لوگ
دامن ہے چاک چاک سیئے جا رہے ہیں ہم

توڑا ہے زندگی نے مرے آئینۂ دل کو
چُن کے اُس کی کرچیاں لئے جا رہے ہیں ہم

کیا کیا نہ دکھایا زندگی نے ہمیں، مگر
مشکل ہے پھر بھی سانس لیے جا رہے ہیں ہم

یہ سوچ کر کہ عشق کا دستور ہے یہی
گرتے ہیں جو اشک پیئے جا رہے ہیں ہم

اب کیا انہیں سنائیں گے ہم داستان غم
دو اشک ہیں جو ساتھ لئے جا رہے ہیں ہم

زرقاؔ جو کہہ رہے تھے ہمیں بھول جایئے
اب تک انہی کا ذکر کئے جا رہے ہیں ہم



O

ہم نے تیری دنیا کا یہ نظام دیکھا ہے
احساسات کا اپنے قتلِ عام دیکھا ہے

وصلِ یار کے لمحے اب کہاں سے لائیں گے
ہجر کا ستم اب کے صبح و شام دیکھا ہے

بجھ گئی ہیں سب شمعیں اب ترِی محبت کی
ہر طرف عداوت کا اہتمام دیکھا ہے

ہے بلا کی بدنظمی ملک کی معیشت میں
قرض و سود کا ہر سُو انتظام دیکھا ہے

میری کون سنتا ہے اِس کے کارخانے میں
کس کو مہر و الفت میں ہمکلام دیکھا ہے

ایک ہی تو ہوتے ہیں اک تری نظر میں سب
خاص کو ترے در پر ہم نے عام دیکھا ہے

آج تک نہیں دیکھا اور کبھی نہ دیکھیں گے
جو ادب میں غالب کا احترام دیکھا ہے

تُو تو کچھ نہیں زرقاؔ پر وفا کی محفل میں
آج نیک ناموں میں تیرا نام دیکھا ہے





کسی نے پانی بھی پوچھا نہیں ہے
مجھے تم نے کدھر رکھا ہوا ہے

اب کوئی اور دل میں اترتا نہیں ہے
تری محبت نے یہ اثر رکھا ہوا ہے

اگرچہ حوصلہ مجھ میں نہیں ہے
کروں میں کیا مگر رکھا ہوا ہے

کوئی آتا نہیں ہے یاد مجھ کو
دماغ اب عرش پر رکھا ہوا ہے

وہ ہم سے پوچھتے ہیں آ کے زرقاؔ
کوئی پیامبر رکھا ہوا ہے



O

یہ جو میرا حُسن و جمال ہے
اے خدا، یہ تیرا کمال ہے

مجھے چاہیے تیرا ہی کرم
تیری اک نظر کا سوال ہے

مجھے حاسدوں سے پناہ دے
یہاں جینا میرا محال ہے

ہو تیرے ہی کرم کی بارش
ہر دم یہی اک خیال ہے

☆☆☆

اچھا لگتا ہے

بے چاروں کی آس بندھانا اچھا لگتا ہے
ننگے بدن پر سُتھرا کپڑا اچھا لگتا ہے

غم کے طوفاں میں گر کوئی پھنس جائے
اُس کی نیا پار لگانا اچھا لگتا ہے

بچپن سے میں نے تو یہی سیکھا ہے
بے کسوں کے کام آجانا اچھا لگتا ہے

یہ دکھ درد کے مارے میرے ہمسائے
اُن کو خوشیاں بانٹنا اچھا لگتا ہے

زرقاؔ جیتی ہے اِن ہی امیدوں میں
اور اُس کا یوں جیتے رہنا اچھا لگتا ہے





کہنے کو تو پانی ہے مگر وادیِ دل میں
ہر اشک میرا شعلہ فشاں ہوتا رہا ہے

دو چاہنے والوں کو ملی ہو کبھی منزل
ایسا میرے معبود کہاں ہوتا رہا ہے

پیار وہ ایسا جذبہ ہے انسانی ذات میں
عمرِ ضعیفی میں جواں ہوتا رہا ہے

لاکھ دل کے آنگن میں چھپا کے رکھو
محبوب کی آنکھوں سے عیاں ہوتا رہا ہے

زرقاؔ نے دیکھا ہے یہ ٹوٹ کر
رنگ رشتوں کا دولت سے بدلتا رہا ہے





دشتِ تنہائی ہے
تری یاد چلی آئی ہے

لمبی جدائی ہے
دہائی ہے، دہائی ہے

غم کی داستاں اپنی
اپنے رب کو سنائی ہے

وفا کیا ہے دنیا میں
ہم نے یہ رسم بھی نبھائی ہے

غم کی داستاں اپنی
کب کسی کو سنائی ہے

غم کے ماروں کی قسمت میں
جدائی ہے بس تنہائی ہے

پھرتی ہے در بدر
خدا کی خدائی ہے





دل لگی کے رشتے کو ایسے دائمی کر لیں
دوستی جو مشکل ہے آؤ دشمنی کر لیں

چھپ چھپا کے دنیا سے رسم دلبری کر لیں
بے قرار جذبے ہیں ان کہی، کہی کر لیں

دل کے چین کا شاید کوئی رخ نکل آئے
پہلی جو نہیں اچھی بات دوسری کر لیں

زندگی میں کب موقع روز روز ملتا ہے
چوم کر قدم تیرے جشن حاضری کر لیں

گھر کے بادل آتے ہیں جھوم جھوم جاتے ہیں
وقت کا تقاضہ ہے سوچ رس بھری کر لیں

عشق کی حویلی میں زلزلہ سا آنے سے
مٹ چکے نشانِ دل پھر نشان دہی کر لیں

زندگی کی ہلچل ہے کیا کہیں زمانے سے
کیوں نہ یہ کتابِ دل اپنے نام ہی کر لیں

ذہن کے مدراج تو ایک سے نہیں ہوتے
بس یہی غنیمت ہے چال آپ سی کر لیں

ہجر کی کچہری میں کیوں اُداس ہو زرقاؔ
کارِ خیر ہے ملنا کارِ خیر ہی کر لیں





زباں کی سزا خامشی سے ملے گی
کہی سب کی سب ان کہی سے ملے گی

نہ غم کر ملا غم اگر زندگی سے
خوشی بھی اسی زندگی سے ملے گی

پہاڑوں سے نکلے محبت کے چشمے
تمھیں خوش روی کج روی سے ملے گی

وضاحت سے کیا اور تم کو بتاؤں
مسلسل سزا دل لگی سے ملے گی

نہ باقی رہے گا نشان زندگی کا
اجل ہنس کے جب زندگی سے ملے گی

بنو تو صحیح پہلے تم اس کے قابل
زمانے کی ہر شے خوشی سے ملے گی

ابھی دیکھ زرقاؔ یہ موجود چہرے
نئی دنیا اگلی صدی سے ملے گی



گیت

مرے دل کی دھڑکنوں سے ترا پیار کم نہ ہو گا
نہ بُھلا سکوں گی تجھ کو یہ خمار کم نہ ہو گا

مرے ساتھ چلنے والے مرے ساتھ ساتھ رہنا
جو قرار تو نے بخشا وہ قرار کم نہ ہو گا

مری پلکوں پر ستارہ مرے لب پہ نام تیرا
جو بھڑک اٹھا ہے دل میں وہ شرار کم نہ ہو گا

مرا ساتھ یوں نبھانا کبھی چھوڑ کر نہ جانا
تری بے نیازیوں سے مرا پیار کم نہ ہو گا

مری زندگی میں شامل ترے پیار کی لطافت
مرا دم نکل بھی جائے تو یہ پیار کم نہ ہو گا

تجھے دیکھ دیکھ کر ہی تو بقیدِ جاں ہے زرقاؔ
مری زندگی میں شامل یہ شعار کم نہ ہو گا





خیر سے گزرے آنے والا سال
پچھلے سالوں کی طرح ہو نہ محال

چین کے سائے میں رہیں ہم سب
ہم پہ رحمت کی ہو نظر یا رب

ہو نہ اس سال کوئی بربادی
کوئی چھینے نہ اپنی آزادی

قتل و غارت سے پائیں چھٹکارا
امن کا ہو یہ دیس گہوارا

زندگی خوشگوار ہو جائے
عام اتنی بہار ہو جائے

ہر کوئی پھولوں کی طرح مہکے
بلبلوں کی طرح سدا چہکے

کوئی غالب نہ ہو کوئی مغلوب
زندگانی ہماری گزرے خوب

سالِ نو پر ہے یہ دعا زرقاؔ
امن قائم رہے سدا زرقاؔ



دعائیہ کلام

اپنی خوشبو مری سانسوں کا مقدر کر دے
صرف سانسیں ہی نہیں، دل بھی معطر کر دے

کر کوئی شخص مرے پیار کے قابل تخلیق
پھر مجھے اُس کی محبت پہ مقرر کر دے

وہ ادا دے کہ جو ہیرے کا جگر کاٹ سکے
وہ ہُنر دے کہ جو ہر دل کو مسخر کر دے

مجھ پر کچھ ایسا کرم ہو مرے معبود کہ بس
ہر قدم پیار کی راہوں کو منور کر دے

مرے الفاظ کو مفہوم عطا کر یا رب
میرے مالک مرے لہجے کو مئوثر کر دے

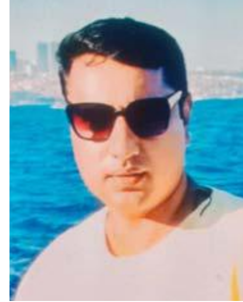
اے خدا کچھ بھی نہیں ہے مری قسمت میں اگر
تو یہ دنیا ہی مرے واسطے محشر کر دے

اس لئے پیار کی آنکھوں میں نمی رہتی ہے
خاک، ممکن ہے کہ آئینہ مکرر کر دے

نام چھوٹا سا ہے زرقاؔ مگر اے صاحبِ کُن
اپنی رحمت سے اِسے اسمِ مکُبّر کر دے








کرتی ہوں جو میں ذکر ندیم و فہیم کا
چہرہ ہے خوشگوار وسیم و عدیم کا
نورین بھی ذہین ہے معیاری اس کی سوچ
یہ جو ہما ہے اس کی بھی ہے اچھی پیاری سوچ
یہ میرے خاندان کی رونق ہے برملا
مجھ کو ملا ہوا ہے محبت کا انعام
زرقا نسیم سب کے لیے ہے میری دعا
یہ پھول میرے باغ کے مہکے رہیں سدا

ڈاکٹر زرقا نسیم غالب

شاعرہ، کالم نگار و تجزیہ نگار، اینکر، چیف ایگزیکٹیو: زرقا پبلیکیشنز انٹرنیشنل

انٹرویو: یاسر صابری

ڈاکٹر زرقا نسیم غالب علمی و ادبی گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں اور درس و تدریس کے شعبہ سے وابستہ ہیں۔ یہ ان کی ہمت اور جرات ہے کہ تدریسی اور گھریلو مصروفیات، خواتین پر معاشرتی قدغنوں کے باوصف شعلہء سخن کو بجھنے نہیں دیا اپنے احساسات کو شعری لفظوں کا پاکیزہ اور حریری جامہ پہنایا ہے بزرگان دین سے وابستگی صوفیانہ مزاج انہیں گھٹی میں ملا آپ کو پیر دیول شریف کی گھٹی ہے، پیر دیول شریف آپ کے دادا کے دوست تھے۔ محترمہ بیدار ذہن اور مثبت سوچ کی مالک شاعرہ و ادیبہ ہیں۔ ان کے ہاں جدید انداز میں بات کہنے کا خوبصورت امتزاج پایا جاتا ہے۔

ان کی شاعری ذاتی جذبوں کی شدت کی ترجمان ہے ان کے اشعار ان کی اپنی ذات کے حوالے سے خوبصورت الفاظ کے سانچے میں ڈھل کر اپنی حدت اور شدت کے ساتھ سامنے آتے ہیں۔

آپ کو دنیائے ادب سے شعراء نے خطابات سے نوازہ گی۔

دنیائے ادب سے شعراء نے جن خطابات سے نوازہ

1- رابعہ بصری۔۔۔۔۔۔۔تلک راج پارس (انڈیا)

2- یہ محبت ہے۔۔۔۔۔حسن عسکری کاظمی

3- محبہ۔۔۔۔۔زینب سروری

4- صوفی زرقا۔۔۔۔۔۔جبار مرزا

5- ادب دی پیرنی۔۔۔۔پیر فقیر ویر سپاہی

6- لاہور کی رابعہ بصری۔۔۔۔۔عبدالستار عاصم

7- چھوٹی سی گڑیا، زہانت کی پڑیا، محسنہ بیٹی۔۔۔۔۔۔فراست بخاری

8- باحیا باکردار۔۔۔۔۔تاثیر نقوی

9-دلوں پر راج کرنے والی۔۔۔۔۔اقبال راہی

10-راجہ کی بیٹی۔۔۔۔۔اعتبار ساجد

11-ادب کی بیٹی، راجہ کی بیٹی۔۔۔۔۔نذر بھنڈر

12-زرقا حسین۔۔۔۔۔فیاض قرشی

13-ادب کی ماں ادب کی بیٹی۔۔۔۔رافعہ طاہر

14-رحمتوں والی۔۔۔۔۔۔۔طاہر ملک

16-گڑیا چڑیا۔۔۔۔۔۔۔زریں پنا

17-باربی ڈول۔۔۔۔۔۔تسنیم تصدق

18-پیاری سی گڑیا۔۔۔۔۔۔تسنیم کوثر

19-غزل۔۔۔۔۔نشو قریشی

20-قاسمہ۔۔۔۔۔۔۔منشا قاضی

21-ننھا پودا۔۔۔۔۔۔سرفراز عرف فری

22-گل و بلبل.....شفیق فاروقی

23-خوبصورت سوچ کی خوبصورت ملکہ۔۔۔۔طارق بٹ

24-لکشمی، مہارانی۔۔۔۔راجہ اسلام (میرے دادا حضور)

25-نور۔ جہاں، گونے۔۔۔۔۔۔افتخار راجہ (میرے والد۔ محترم)

26-بہاد، مجاہدہ، کلی، ڈولی، پنکی، گولڈی، ملکہ۔۔۔۔سلمی افتخار (میری والدہ محترمہ)

27-خوبصورت ملکہ زادی۔۔۔۔۔ایم آر مرزا

28-مجسمہ ادب۔۔۔۔۔محمد ارشد کھوکھر

29-جگنو۔۔۔۔ثمینہ ریاض

30-زرقا حسین نگینہ۔۔۔۔زیبا ناز

31-زرقا حسین خوبصورت۔۔۔۔احسان ناز

32-زرقا حسین۔۔۔۔۔فیاض قرشی

33-زرقا پٹھانی۔۔۔۔۔۔فیاض وردک

34-انجمن۔۔۔۔ہدایت اللہ

35-ادب کی ماں۔۔۔۔رافعہ طاہر

36-مستانی۔۔۔۔۔سید مقبول

37-گڑیا، برکت بی بی۔۔۔۔۔محمد نسیم شہزاد

38-ملکہ زادی۔۔۔۔۔ایم آر مرزا

39-فکر کے شہباز۔۔۔۔۔احمد جاوید سروری قادری

40-ادب کی ملکہ۔۔۔۔۔۔ عبدالوحید چغتائی

41-عطائے رب رحمان۔۔۔۔۔یاسمین ظفر

42-مسرتوں کا پیغام۔۔۔۔یاسمین ظفر

43-اہل دل اہل قلم زرقا نسیم۔۔۔۔۔اقبال راہی

44-بہترین ماں۔۔۔۔انجینئیر احمد نسیم

45-بہترین ماں، وفا شعار بیوی۔۔۔۔پروفیسر ڈاکٹر عدیم افتخار قادری

ہم نے ڈاکٹر زرقا نسیم غالب سے ایک تفصیلی گفتگو کی جو نذر قارئین ہے۔

س: آپ کا مکمل نام؟

ج: ڈاکٹر زرقا نسیم غالب

س: آپ کی تاریخ پیدائش؟

ج:13 جون 1982ء

س: ابتدائی تعلیم؟

ج: انگلش میڈیم سکول سے ابتداء ہوئی بعد میں سب تعلیم گورنمنٹ سکول و کالج پنجاب یونیورسٹی اور کینیڈا یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی الحمدللہ۔

س: علم وادب سے آپ کا تعلق کس عمر سے ہوا؟

ج: علمی وادبی گھرانے کی بیٹی ہوں۔ نو برس کی عمر سے لکھنا شروع کیا۔ بچوں کی دنیا رسالہ آتا تھا اس میں لکھا اور پہلی بار لکھنے پر پرائز ملا بے شمار ڈائجسٹ رسالہ میگزین میں لکھتی رہی ہوں افسانے مکالمے ڈرامے سکول کالج کے زمانے سے ہی مقابلوں میں حصہ لیا اور اللہ نے بہت سی کامیابیوں سے نوازا۔ پی ٹی وی اور کئی چینلز پر سراہا گیا ہے آن لائن مشاعروں میں بھی اپنے کلام سے خوب دادو تحسین پائی۔

س: کتنی کتابیں شائع ہو چکی ہیں؟

ج: سات کتب شائع ہو چکی ہیں۔

1۔ اسمائے حسنہ کے فضائل، 2۔ اسمائے محمدؐ کے فضائل، 3۔ کرسی کے خدا، 4۔ سمتیں کیا کہتی ہیں

5۔ مجموعہ وضائف، 6۔ اسٹیٹ لائیف اور زرقا نسیم، 7۔ کلام زرقا (شعری مجموعہ)

س: کتنی کتابیں زیر طبع ہیں؟

ج: آٹھ کتب زیر طبع ہیں جو تقریباً تیاری کے مراحل میں ہیں۔

س: آپ کے اعزازات؟

ج: نو برس کی عمر میں چار مصرعے کہے اور پہلا انعام ملا سکول میں لگا تار سٹیج پر شعر یا مصرع دیا جاتا جس پر تقریر کرنا ہوتی بچوں کے اس مقابلے میں مسلسل فرسٹ پوزیشن لی پہلی بار میں نے جس شعر پر تقریر کرنا تھی وہ مشہور زمانہ شعر ہے:

ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت
احساس مروت کو کچل دیتے ہیں آلات

اس کو مدِ نظر رکھتے ہوئے پرنسپل نے دو بچے کھڑے کیے ایک نے اس کی خوبیاں بیان کرنی تھیں اور ایک نے اس سے پھیلنے والے منفی اثرات پر روشنی ڈالنی تھی میرے حصہ میں منفی اثرات پر روشنی ڈالنا آیا جسے میں نے انداز و بیان سے بہت خوب نبھایا اور بے شمار تالیوں کی گونج میں پہلی پوزیشن حاصل کی تین سال کا بیسٹ ڈبیٹر کا سرٹیفکیٹ ملا۔

پہلی کتاب اسمائے حسنہ کے فضائل میٹرک میں لکھی جس کو بہت پزیرائی ملی پی ٹی وی پر خوش بخت شجاعت کے پروگرام خواتین ٹائم میں بطورِ طالب علم بلایا گیا اور بہت سراہا گیا۔کئی ایوارڈز، شیلڈز، گولڈ میڈلز حاصل کر چکی ہوں معروف ادبی تنظیموں نے بے شمار اسناد سے نوازا۔

س: آپ کا تعلق ایک علمی وادبی گھرانے سے ہے مجھے یہ کہتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ آپ نے اپنی محنت کرکے اپنا مقام خود بنایا ہے؟

ج: جی میں آپ کی بات سے متفق ہوں میرا درس وتدریس سے تعلق ہے اور میں علمی وادبی گھرانے کی دخترِ نیک اختر ہوں۔ بااثر خاندان کی بیٹی ہوں لیکن فیملی کے کسی نام کو لے کر آگے نہیں آئی ہوں اپنی پہچان اپنے کام سے بنائی اور نام بنایا اور آج اللہ رب العزت نے مقام خاص عطا کیا الحمدللہ جب کہ فیملی میں بہت سے ایسے نام ہیں جو معاشرے کے جانے پہچانے ہیں۔

س: آپ کی شادی کب ہوئی اور آپ کی تعلیم؟

ج: کم عمری میں شادی ہوئی تعلیم کو جاری رکھا لاء پڑھا اردو ادب اور نفسیات کے ساتھ تاریخ کو پڑھا ہر مذہب کا کورس کیا کامیاب ہوئی صد شکر ہے آج پی ایچ ڈی کے ساتھ ساتھ تین بڑی یونیورسٹیز نے بھی اعزازی ڈاکٹریٹ کی ڈگری سے نوازا ہے یہ سب اللہ کا کرم ہے۔

س: شعر جذبے کا اظہار ہے یا فکر کا؟

ج: احساس اور جذبے کا! اگر احساس نہیں تو جذبہ نہیں پھر کچھ بھی نہیں انسان سے احساس ختم کر دیں کچھ نہیں بچتا۔

س: آپ نے شاعری کو کم اور نثر کو زیادہ اہمیت دی ہے؟

ج: دونوں ساتھ ساتھ ہیں۔ کچھ باتیں اشعار میں کہنا آسان ہوتی ہیں اور کچھ کو نثری جامہ پہنانا ضروری ہوتا ہے۔

س: کہتے ہیں مشرق شعر کو نثر کی نسبت زیادہ پزیرائی دیتا ہے؟

ج: ایسا نہیں ہے۔قلمکار اپنی اپنی پہچان اپنے قلم سے بنا لیتا ہے اور واضح بھی کر دیتا ہے کہ اشعار کی اپنی خوبصورتی ہے اور نثر کی اپنی خوبصورتی ہے۔

س: کیا اردو ادب مغربی ادب کا مقابلہ کرتا ہے؟

ج: اردو ادب۔۔۔ادب کی شان ہے۔

دنیا بھر میں اردو ادب کو جانا پہچانا جاتا ہے اردو ادب بہت وسیع ہے اور یہ اپنی آب و تاب سے ساری دنیا پہ چڑھایا ہوا ہے۔

س: ورکنگ ویمن ہونے کے سبب آپ نے بے شمار حیثیتوں میں اہم ذمہ داریاں نبھائی ہیں اور تخلیق میں بھی اپنا جدا گانا رنگ نمایاں رکھا ہوا ہے؟

ج: یہ اللہ کا کرم ہے وہ اپنے بندے منتخب کرتا ہے کہ کس کو کون سا رتبہ دینا ہے کیا مقام دینا ہے اور کیا کام دینا ہے اس ذات حقیقی نے بندی کو منتخب کیا یہ میرے لیے خوش بختی ہے۔

س: مردوں کے اس معاشرے میں آپ کو کس قسم کی دشواریوں کا سامنا رہا؟

ج: میری کتاب" کرسی کے خدا" ان تمام باتوں کا جواب بنی۔ بہت کچھ دیکھا لوگوں کے رویے بدلتے رشتے وقت کی ستم ظریفی قسمت کا بدلنا اور بہت بہت کچھ۔

س: سب سے پہلے کس صنف سخن میں لکھا؟

ج: شاعری!

اپنے جزبات کا اظہار ان چار مصرعوں میں کیا جنھیں پہلا انعام ملا جو باپ کے نہ ہونے پر کہے اس دن سکول میں پیرنٹس ٹیچر میٹنگ تھی اور میری کلاس فیلو کے فادر آئے تھے واپسی پر ماں سے پوچھا میرا باپ نہیں ہے کیوں تب ماں نے ڈانٹ کر روتے ہوئے بے بسی کی کیفیت میں کہا اب یہ سوال مت کرنا وہ اللہ کے پاس جا چکے ہیں تب یہ چار مصرعے روتے روتے کہے اور سوگئی:

جسے میں ڈھونڈتی تھی در بدر
یہ بھول تھی میری ہوگا ادھر ادھر
وہ جا پہنچا ہے اس نگر
حیات کی جاتی نہیں کوئی ڈگر

ماں نے بچوں کی دنیا رسالہ آتا تھا اس میں بھیج دیے اور انہیں پہلا انعام ملا۔

س: کیا آپ کے خاندان میں اور لوگ بھی ادیب وشاعر ہیں؟

ج: جی ہاں تقریباً سارا خاندان ہی، میرے والد محترم افتخار راجہ شاعر تھے جن کے رسالے "فلمکار، دوستی" بھی آتے تھے آپ کا آفس مال روڈ پر تھا انھوں نے ادب پر بہت کام کیا، میری والدہ محترمہ کالم نگار تھیں اور میرے دادا، نانا ان سب کو ادبی شخصیات بہت اچھی طرح جانتی ہیں۔

س: آج کل مطالعہ کی عادت بہت کم ہوگئی ہے اس کی وجہ؟

ج: تربیت اور فاسٹ میڈیا۔ ہر شخص جلدی میں ہے پر سکون فضا ٹھہراؤ ناپید ہو چکا وہ کتاب پڑھنے کی خوشیاں اب نہ رہی آہ۔۔۔۔دکھ ہے اس بات کا

س: آپ کی پسندیدہ ادبی شخصیت جن سے آپ نے ہمیشہ کچھ نہ کچھ سیکھا ہے؟

ج: میری پسندیدہ شخصیت میرے ماں باپ کے ساتھ ساتھ وہ تمام ادبی شخصیات ہیں جنھوں نے اپنے قلم سے معاشرے کی اصلاح کرنے کی کوشش کی نسل نو کے لیے مثال بنے ہیں۔

س: ہماری نمائندہ صنف سخن؟

ج: ہماری نمائندہ صنف سخن غزل ہے کیوں کہ غزل کو بہت پسند کیا جاتا ہے۔ اچھی غزل دل پر رقص کرتی ہے۔

س: آپ کی پسندیدہ ادبی دوست؟

ج: میں دوست کسی کو نہیں کہتی رشتے بناتی ہوں ادبی مدبر خواتین میری پسندیدہ ہیں جو بردباری سے باوقار زندگی گزار رہی ہے محترمہ تسنیم تصدق میری ماں جیسی ہے آپ نے ہمیشہ بیٹا کہہ کر مخاطب کیا سلجھی ہوئی پیاری شاعرہ ہیں مجھے آپ سے متعارف انہوں نے ہی کرایا ہے۔

س: لاہور کس ادبی سرگرمیوں میں اور اسلام آباد کی ادبی سرگرمیوں میں کوئی فرق محسوس کرتی ہیں؟

ج: میں نے دونوں شہروں کی ادبی تقریبات میں شرکت کی ہے مجھے کوئی فرق نظر نہیں آیا سب ایک جیسی ہیں۔ اب ادب پہلے جیسا نہیں جیسا میں نے اپنے گھر میں دیکھا سنا اب بہت سی روایات بدل چکی ہیں جن میں ادب بھی سرفرست ہے۔

س: خواتین کے شعر و ادب کے تعلق سے کیا گھریلو ذمہ داریوں پر کوئی فرق پڑتا ہے؟

ج: یہ اس خاتون پر منحصر ہے کہ وہ اپنی تمام ادبی و گھریلو ذمہ داریاں کیسے نبھاتی ہے۔ سمجھدار عورت سب کام بخوبی نبھا سکتی ہے نمود و نمائش سستی شہرت کی شائق عورت گھریلو امور میں ناقص العقل ہوتی ہے۔

س: آپ کے چند اپنے اچھے اشعار؟

ج: شاعر کو اپنا سارا کلام ہی عزیز ہوتا ہے اس سوال نامچہ کو مکمل کرنے لیے چند اشعار ملاحظہ فرمائیے:

اپنی خوشبو میری سانوں کا مقدر کر دے
صرف سانسیں ہی نہیں دل بھی معطر کر دے
نام چھوٹا سا ہے زرقا مگر اے صاحب کن
اپنی رحمت سے اسے اسم مکبر کر دے

اور بھی بہت ہیں لیکن نہ وقت اجازت دیتا ہے نہ ادبی تقاضی سو یہی قبول فرمائیں۔

س: ایک رائے ہے کہ کالم نگاروں نے ادب کے میدان میں گھسنے کی کوشش کی ہے؟

ج: ایسا نہیں ہے رائے غلط بھی ہو سکتی ہے۔ کالم نگاری منظر کشی تجزیہ ہے جسے تفصیل سے لکھ کر عوام تک پہنچایا جاتا ہے۔

س: کیا کالم نگاری کوئی ادبی صنف سخن ہے؟

ج: جی ہے

س: کہتے ہیں مزاح لکھنا عورت کے بس کی بات نہیں؟

ج: اعتراض! جو مزاج بنانا جانتی ہے پھر کیسے اس کے بس کی بات نہیں۔

س: کیا کالم نگاری اور شاعری دونوں ساتھ ساتھ چل سکتے ہیں؟

ج: بالکل!! چل سکتے ہیں یہ تو قلم کار کا حسن کمال ہے۔